کتاب کا نام: **صدائے حق**

مؤلف: مولانا صوفی **محمد توقیر رضا** قادری رضوی حبیبی 8853620034

صفحات: ۸۰ سنہ اشاعت: ۲۰۲۰ء

تقسیم کار: محمد شاداب ہنڈیا، محمد ریحان الدین رضوی، محمد شعیب قادری اندور،

محمد اکبر حسین قادری حیدر آباد

کمپوزنگ: محمد شعیب رضوی (رضوی بک ڈپو، الہ آباد)

ناشر: **جامعہ رضویہ** بڑا گاؤں کوشامبی، الہ آباد یوپی الہند

شرف انتساب:

امام الائمہ سراج الامہ سیدنا سرکار امام اعظم **ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی** رضی اللہ تعالیٰ عنہ

و

حضور سیّدی سرکار مجاہد ملت سلطان المناظرین

حضرت علامہ الحاج الشاہ **محمد حبیب الرحمٰن** عبّاسی ہاشمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دھام نگر شریف اڑیسہ

و

وارث علوم اعلیٰ حضرت جانشین حضور مفتیٔ اعظم قاضی القضاۃ فی الہند فخر ازہر مرشدِ اعظم

حضرت علامہ مفتی **محمد اختر رضا خان قادری** برکاتی ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان بریلی شریف

انہیں حضرات کے نام جن کی کفش پا کی اور نگاہِ کرم سے فقیر اس لائق ہوا۔

فقیر **محمد توقیر رضا قادری** رضوی حبیبی

بانی وخادم جامعہ رضویہ بڑا گاؤں، کوشامبی (الہ آباد) یوپی، الہند

فہرست

باب	عنوان	صفحہ
باب(۱)	کچھ اپنی بات	4
باب(۲)	تقریظ اوّل	5
باب(۳)	دعائیہ کلمات	7
باب(۴)	تقریظ جلیل	9
باب(۵)	تقدیم	12
باب(۶)	رفع یدین کے احکام احادیث پاک کی روشنی میں اور اس کا ثبوت	19
باب(۷)	تقلید کے شرعی احکام اور اس کا ثبوت	26
باب(۸)	آمین کے شرعی احکام اور اس کا ثبوت	32
باب(۹)	نماز کی حالت میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے شرعی احکام اور اس کا ثبوت	35
باب(۱۰)	امام کے پیچھے مقتدی کا قرأت نہ کرنے کا ثبوت	38
باب(۱۱)	بیس (۲۰) رکعت تراویح کے شرعی احکام اور اس کا ثبوت	42
باب(۱۲)	وتر کے شرعی احکام اور اس کا ثبوت	47
باب(۱۳)	کانوں تک ہاتھ اٹھانے میں شرعی احکام اور اس کا ثبوت	51
باب(۱۴)	ایک مجلس میں تین طلاق کا شرعی احکام اور اس کا ثبوت	54
باب(۱۵)	احادیث شریفہ	62
باب(۱۶)	حدیث اور سنت میں فرق	65
باب(۱۷)	حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل ومناقب	70

کچھ اپنی بات

تقریباً صدی دو صدی سے امت مسلمہ کئی محاذوں پر اپنی موت وحیات سے جنگ لڑ رہی ہے۔ایک طرف یہودیت ،عیسائیت الحاد وزندقہ مادہ پرستی اباخیست پسندی جیسے: خارجی فتنوں نے اپنی تمام دماغی ،فکری، لسانی، قلمی، علمی ،توانائیوں کو جدید اُسلوب اور جدید اسلحہ جات کے ساتھ میدان میں اُتار کر اُمّت مسلمہ پر عرصہ حیات تنگ کر دیا ہے تو پھر دوسری طرف نیچریت ،قادیانیت، دیوبندیت، وہابیت، صلح کلّیت کے علاوہ اِنکار تقلید جیسے: داخلی فتنوں نے مسلمانوں کی اتحادی قوّت کا جنازہ نکال دیا ہے۔

خاص طور پر منکرین تقلید نے امّت مسلمہ کے شیرازہ کو منتشر کرنے میں بہت اہم رول ادا کیا ہے اور آج بھی افتراق بین المسلمین کو کارِ ثواب سمجھ کر یہ لوگ کافی زیادہ محنت کررہے ہیں اور اس کو کارنامہ سمجھ کر داد طلب انداز میں چاروں طرف خوب ہنگامہ مچائے ہوئے ہیں۔ٹھوس تاریخ شواھد کی روشنی میں؛ دراصل منکرین تقلید یہود ونصاریٰ کے آلہ کار ہیں یہ لوگ پس پردہ انہی کے لئے کام کررہے ہیں یہ امت مسلمہ جو ائمہ اربعہ کی تقلید کے بینر تلے متحد تھی جس امت کے پاس ایک اجتماعی قوت تھی آج منکرین تقلید اور منکرین ائمہ اربعہ کی وجہ سے امت کا شیرازہ بکھر گیا اجتماعی قوت ختم ہوگئی اور قوم فرقوں میں بٹ کر تقسیم ہوگئی تقلید ائمہ مسلمانوں کے درمیان ایک اجتماعی مسئلہ تھا جو آج ختم ہوگئی اور منکرین تقلید جو ہیں یہ سب خارجِ اسلام ہیں اور میں اپنی بات ختم کررہا ہوں ورنہ گفتگو طویل ہوجائے گی اوراق الٹئے اور رسالہ کا مطالعہ کیجئے فقیر کے لئے دعاء کیجئے ،اللہ تعالیٰ اسی طرح مذہب حنفیت ومسلک اعلیٰ حضرت کی خدمت لیتا رہے۔

خاکپائے حضور تاج الشریعہ فقیر محمد توقیر رضا قادری رضوی حبیبی

مؤرخہ ۲۶ ؍شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ

تقریظ اول

نبیرۂ اعلیٰ حضرت شہزادۂ حضور ریحان ملت

حضرت مولانا الحاج **محمد تسلیم رضا خان نوری قادری** صاحب قبلہ غفرلہٗ

مرکز اہل سنت بریلی شریف یوپی الہند

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہٖ الکریم

امّا بعد! جاء الحق وزھق الباطل ا ن الباطل کان زھوقاً

متحدہ پاک و ہند میں ہمیشہ اہل سنت و جماعت کی غالب اکثریت رہی ہے ،سرزمین ہند میں بڑے بڑے ناموراور باکمال علماء ومشائخ پیدا ہوئے جنہوں نے دین اسلام کی زرین خدمات انجام دیں اوران کے ذہنی ،علمی کارنامے آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں ۔ چودھویں صدی ہجری کے آخر میں افق پذیر ایک ایسی شخصیت اپنی تمام تر جلوۂ سامانیوں کے ساتھ نظر آتی ہے جس کی ہمہ گیر اسلامی خدمات اسے تمام معاصرین میں امتیازی حیثیت عطاء کرتی ہیں ۔ شخص واحد جوعظمت ،الوہیت ،ناموس رسالت ،مقامِ صحابہ واہل بیت اور حرمت ولایت کا پہرہ دیتا ہوا نظر آتا ہے،عرب وعجم کے ارباب علم جسے خراج عقیدت پیش کرتے ہیں ۔

ہماری مراد امام اہل سنت مجدد اعظم جدی سرکار امام احمد رضا خان قادری قدس سرہٗ العزیز جنہوں نے مسلک اہل سنت اور مذہب حنفی کے خلاف اٹھنے والے

ہٖت نئے فتنوں کا کامیابی سے مقابلہ کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہر مرحلے پر سرخرو ہوئے ۔

اہل سنت و جماعت کے عقائد ہوں یا معمولات ،جس موضوع پر بھی انہوں نے قلم اٹھایا اسے کتاب وسنت ،ائمہ دین اور فقہاء اسلام کے ارشادات کی روشنی میں پایہ ثبوت تک پہنچایا۔آپ کی سیکڑوں تصانیف میں سے کسی کو اٹھا کر دیکھ لیجیئے ، ہر کتاب میں آپ کو یہ انداز بیان مل جائے گا۔

عزیز القدر گرامی وقار مولانا صوفی **محمد توقیر رضا قادری رضوی** کی بہترین کاوش **''صدائے حق''** جدۂ شبدہ نظر سے گزری اور دل سے دعاء نکلی کی اللہ مولانا موصوف کی محنت کو قبول فرمائے ۔ یقیناً دورِ حاضر میں اس کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے ،دین متین کی خدمت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر واشاعت کا یہ بہترین ذریعہ ہے ۔ایوایان وہابیت اور فتنۂ نجدیت کا جواب دیتے رہنا ہمارا اولین مقصد ہے۔مولا تعالیٰ اپنے حبیب سرور دوجہاں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے قبول فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

فقیر قادری **محمد تسلیم رضا خان نوری قادری** غفرلہٗ

قادری ہاؤس ،مرکز اہل سنت ، بریلی شریف

دعائیہ کلمات

مبلغ مسلک اعلیٰ حضرت مفکر اہل سنت حضرت علامہ

مفتی ڈاکٹر امجد رضا امجدؔ صاحب قبلہ

ادارہ شرعیہ پٹنہ بہار

احقاق حق اور ابطال باطل اہل ایمان کا شیوہ اور ان کا منصبی تقاضہ ہے۔حق و باطل میں امتیاز، خیر وشر میں تمیز، ہدایت وضلالت میں واضح لکیر ہمارے اسلاف نے اگر نہیں کھینچی ہوتی تو مذہب اہل سنت کا یہ صاف وشفاف چہرہ آج ہمارے سامنے نہیں ہوتا۔ یہ قلمی جہاد صدیوں کی تاریخ پر محیط ہے جو ہمارے ذہن وفکر کو بھی اسی راہ پر گامزن رہنے کی مہمیز کرتی ہے اور اس لئے کرتی ہے کہ دنیا سے جب بولہبیت کی ستیزہ کاری، یزیدیت کی شہہ زوری اور نجدیت کی فسوں کاری جب ختم نہیں ہوسکتی تو پھر چراغ مصطفوی کو بچانے کے لئے کردار صدیقی، جوہر فاروقی، ایثار عثمانی، ذوالفقار حیدری، جذبۂ حسینی اور امام احمد رضا کے جوش ایمانی کا زندہ رہنا بھی بہر حال ضروری ہے۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغِ مصطفوی سے شرار بولہبی

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ سے اعتقادی رشتہ رکھنے کے سبب اہل حق کا ایک دستہ آج بھی باطل کے مقابلہ میں اعلان حق اور اعلائے کلمۂ حق کا فریضہ انجام دینے میں مصروف ہے یعنی ستیزہ کاری وفسوں کاری کے مقابلہ میں آج بھی جذبۂ شبیری اور حوصلہ شیخ سرہندی کا علم بلند رکھنے والے مجاہد علماء موجود ہیں۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

مولانا صوفی توقیر رضا قادری رضوی کی یہ کتاب بھی ان کے جذبۂ ایمانی کا اعلامیہ ہے۔موضوع کے اعتبار سے اگر چہ یہ جدوجہد بہت قدیم ہے کہ علمائے اہل سنت نے ان موضوعات پہ کتابیں، فتاویٰ، مقالے اور مضامین کثرت سے لکھے ہیں، جن میں موضوع کے ہر گوشہ پر علمی بحث اور دلائل کے انبار لگا دیئے ہیں تاہم ہر تحریر ہر قاری کی دسترس اور اس کی فہم سے قریب ہو کوئی ضروری نہیں، ہر تحریر کا منہج ومعیار الگ ہوتا ہے اور اسی اعتبار سے اس کے اثرات بھی نمایاں ہوتے ہیں۔ مولانا موصوف نے اپنے علاقہ اور اپنے ارد گرد کی ضروریات کو دیکھ کر اپنے علماء کی کتابوں سے بھر پور استفادہ کرتے ہوئے ایک ایسا گلدستہ تیار کیا ہے جو سراہنے کے قابل اور داد کی مستحق ہے۔ جو لوگ زمین سے جڑے ہوتے ہیں انہیں کو احساس ہوتا ہے کہ کس زمین میں کیسی کاشت ہوسکتی ہے اور مفید کاشت کے لئے زمین کو کس کس چیز کی ضرورت ہے۔

میں مولانا توقیر رضا قادری رضویؔ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے لاک ڈاؤن ۲۰۲۰ء کے تکلیف دہ ماحول کو بھی اپنے لئے مفید مطلب بنایا اور ان لمحات کو رو کر گذارنے کے بجائے توشۂ آخرت بنانے کی سعی محمود کی۔ میری دعاء ہے کہ خداوند قدوس ان کی اس کاوش کو قبول فرمائے، انہیں مصروف کار رکھے اور ان کی جدوجہد کا بہترین صلہ انہیں دونوں جہاں میں عطا فرمائے۔

امجد رضا امجدؔ

خادم مرکزی دار القضا ادارہ شرعیہ بہار

۱۰ر صفر المظفر ۱۴۴۲ھ مطابق ۲۸ر ستمبر ۲۰۲۰ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ جلیل

شہزادۂ حضور صدر الشریعہ خلیفۂ تاج الشریعہ قاضی ممبئی

حضرت علامہ مولانا مفتی شاہ **محمد محمود اختر القادری رضوی امجدی** صاحب قبلہ ممبئی

خادم الافتاء رضوی امجدی دارالافتاء ممبئی

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

اسلام اور سنیت کے خلاف اب تک جتنے بھی فتنوں نے سر اٹھایا ہے ان تمام فتنوں میں سب سے خطرناک اور مہلک فتنہ فتنۂ وہابیہ ہے۔ ہندوستان میں اس فتنہ کی بنا ڈالنے والا اسماعیل دہلوی ہے، اسماعیل دہلوی کے ماننے والوں میں سے کچھ اپنے آپ کو مقلد کہتے ہیں اور کچھ غیر مقلد۔ وہ نام کے مقلد ہوں یا غیر مقلد دونوں اسماعیل دہلوی کے عقائد باطلہ کے ماننے والے ہیں۔ ان میں سے ائمہ کرام کی تقلید کا منکر فرقہ جو اپنے آپ کو اہلحدیث کہتا ہے اور دعویٰ کرتا ہے کہ وہ صرف قرآن اور حدیث پر عمل کرتے ہیں اور ائمہ کرام کی تقلید کرنے والوں پر تبرا کرتے ہیں ان پر الزام لگاتے ہیں۔ خصوصاً مذہب حنفی کے ماننے والوں کے بارے میں یہ کہتے ہوئے نہیں تھکتے کہ یہ لوگ حدیث پر عمل نہیں کرتے بلکہ صرف قیاس پر عمل کرتے ہیں، جبکہ علمائے اہل سنت علیہم الرحمۃ والرضوان کی جانب سے ان کے اعتراضات کے منھ توڑ جوابات تحریر

وتقریر کے ذریعہ ہزاروں بار دیئے جا چکے ہیں اور مسائل شرعیہ حنفیہ کو دلائل شرعیہ سے ثابت کیا جا چکا ہے۔ پھر بھی یہ انہیں پرانے اور فرسودہ اعتراضات کو بار بار دہراتے رہتے ہیں اور سیدھے سادے ناواقف عوام کو ورغلاتے رہتے ہیں کہ حنفیوں کے پاس ہمارے اعتراض کا کوئی جواب نہیں اور کذب بیانی سے اپنے دام تزویر میں پھانسنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ علمائے حق نے پہلے بھی ان کا بھرپور ردّ فرمایا اور آج بھی ان غیر مقلدوں پر جو سوالات قائم کیئے گئے ہیں ان کے جوابات سے عاجز و درماندہ نظر آتے ہیں۔

مسائل حنفیہ کو دلائل شرعیہ سے مدلل ومبرہن کر کے پیش کرنے کی ایک سعی عزیز گرامی مولانا صوفی **محمد توقیر رضا قادری رضوی** نے ''صدائے حق'' کے نام سے کی ہے جس میں بہت سے مذہب حنفی کے مسائل کے ثبوت میں احادیث کریمہ پیش کی ہے اور اس بات کو واضح کیا ہے کہ جن مسائل کے بارے میں غیر مقلدین ہمیں بدنام کرتے ہیں کہ یہ احادیث کریمہ کے خلاف ہیں وہ کسی طرح احادیث کریمہ اور اقوال صحابہ وتابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ثابت ہے۔ تفصیل کے لئے رسالہ ''صدائے حق'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ بغور اس کا مطالعہ کریں اور بدمذہب، بدعقیدہ غیر مقلدوں کو جواب دے کر عوام اہل سنت کو ان کے دام تزویر سے بچائیں۔

عزیزم صوفی محمد توقیر رضا قادری مسلک حق جسے پہچان کے لئے اس زمانہ میں مسلک اعلیٰ حضرت کہتے ہیں اس کی ترویج واشاعت اور احقاق حق وابطال باطل کی مساعی جمیلہ میں دور طالب علمی ہی سے لگے ہوئے ہیں ۔ ربّ قدیر اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقہ میں ان کی کوششوں کو قبول فرمائے ۔ اس رسالہ کو مقبول انام فرمائے اور اس کے ذریعہ مسلک حق کی تبلیغ واشاعت کی خدمات کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی سید المرسلین علیہ الصلاۃ و التسلیم

فقیر قادری محمود اختر القادری عفی عنہ

خادم الافتاء رضوی امجدی دارالافتاء ممبئی

۱۹؍صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بمطابق ۷؍اکتوبر ۲۰۲۰ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقدیم

استاذ المعقولات حضرت مولانا مفتی ابوالفضل **غلام جیلانی نوریؔ** صاحب حفظ اللہ

استاذ جامعہ حبیبیہ الہ آباد یوپی

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ الہٖ وصحبہٖ اجمعین

اما بعد! محدث حرم حضرت امام سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ (جلیل القدر تبع تابعین، عظیم محدث ومجتہد ہونے کے ساتھ، امام شافعی وامام احمد بن حنبل کے استاذ اور امام بخاری وامام مسلم کے استاذ الاستاذ ہیں، رضوان اللہ تعالیٰ علیہم) فرماتے ہیں:

''**الاحادیث مضلّۃٌ اِلّا للفقھاء**'' غیر فقیہ احادیث سے استدلال کرنے لگیں تو گمراہ ہوجائیں۔

خود اللہ تعالیٰ قرآن کے متعلق فرماتا ہے:

'' **یُضِلُّ بِہٖ کثیراً وَّ یَھدِیْ بِہٖ کَثِیْراً** '' اللہ بہتوں کو اس سے گمراہ کرتا ہے اور بہتوں کو ہدایت فرماتا ہے۔

حضرت علامہ ابن الحاج مکّی، امام سفیان بن عیینہ (رحمھما اللہ تعالیٰ) کے قول مذکور سے متعلق مدخل میں فرماتے ہیں: ''**یرید ان غیرھم قد یحمل الشئی علیٰ ظاھرہ ولہ تاویل من حدیث غیرہ اودلیل یخفی علیہ اومتروک اوجب ترکہ غیر شئی مما لا یقوم بہٖ الاّ من استبحر وتَفَقَّہَ** '' یعنی امام

سفیان کی مراد یہ ہے کہ غیر مجتہد کو کبھی ظاہر حدیث سے جو معنی سمجھ میں آتے ہیں ان پر جم جاتا ہے، حالانکہ دوسری حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ یہاں مراد کچھ اور ہے، یا وہاں کوئی اور دلیل ہے جس پر اس شخص کو اطلاع نہیں، یا متعدد اسباب ایسے ہیں جن کی وجہ سے اس پر عمل نہ کیا جائے گا، ان باتوں پر قدرت نہیں پاتا مگر وہ جو علم کا دریا بنا اور منصب اجتہاد تک پہنچا۔

حضرت امام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول مذکور کی حقانیت کو ہم چندمثالوں سے واضح کرتے ہیں:

اول: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں متعدد مقامات پر متعدد طرق سے قدرے اختلاف الفاظ کے ساتھ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا:

عن حذیفة قال اتی النبی صلی اللہ علیه وسلم سباطة قوم فبال قائماً ثم دعا بماء فجئتهٔ بماءٍ فتوضّا

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قوم کے کوڑے خانے کے پاس تشریف لائے اور کھڑے ہوکر استنجا فرمایا پھر پانی طلب فرمایا تو میں پانی لے کر آیا اور حضور نے وضو فرمایا۔

اب اگر کوئی شخص اس حدیث بخاری کو پڑھ کر اس کے ظاہر پر اعتقاد رکھ لے، اسی پر عمل شروع کردے اور بلا عذر کھڑے ہوکر پیشاب کرنے لگے، تو ضرور بالضرور

گمراہ ہو جائے گا۔

کسی غیر مقلد ملاّ میں دم ہے تو بخاری کی اس حدیث پر سر راہ عمل کر کے دکھائے، لیکن نہ وہ اس پر عمل کرتے ہیں، نہ دوام کے ساتھ قیامت تک اس پر عمل کریں گے۔ کیونکہ ترمذی شریف (جس کے متعلق مصنف کا فرمان ہے ''من کان فی بیتہٖ ھٰذا الکتاب فکأنّما فی بیتہٖ نبی یتکلم'') میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے:

عن عائشة قالت من حدّثکم ان النبی صلی اللہ علیه وسلم کان یبول قائما فلا تصدّقوہ ما کان یبول الاّ قاعداً

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں: اگر کوئی شخص تم سے یہ حدیث بیان کرے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوکر استنجا فرماتے تھے، تو اس کو سچ نہ مانو، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ بیٹھ کر ہی استنجا فرماتے تھے۔

امام ترمذی آگے فرماتے ہیں:

''**حدیث عائشة احسن شئی فی ھٰذا الباب واصح**'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی یہ حدیث استنجا کے باب میں مروی دیگر تمام حدیثوں سے احسن اور اصح ہے۔

دوم: امام مسلم نے اپنی صحیح میں متعدد طرق سے حضرت ابن عباس رضی

اللہ عنہما سے روایت کیا:

'عن ابن عباس قال جمع رسول الله صلى الله عليه وسلم بين الظهر والعصر والمغرب والعشاء بالمدينة في غير خوف ولا مطر' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ شریف میں کسی خوف اور بارش کے بغیر بھی جمع بین الصلاتین فرمایا۔

اب اگر کوئی اس حدیث کو پڑھ کر بلا عذر گھر پر بھی ایک ہی وقت میں دو نمازوں کے ادا کرنے کو جائز سمجھے اور اس پر عمل پیرا ہو تو بلا شبہ گمراہ ہو جائے گا، کیونکہ ترمذی شریف میں ہے کہ خود حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی روایت کیا ہے:

من جمع بين الصلاتين من غير عذر فقد اتىٰ باباً مّن ابواب الكبائر۔

جس نے بلا عذر دو نمازیں ایک ہی وقت میں پڑھ لیں اس نے گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا۔

سوم: امام ترمذی اپنی جامع میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

''من شرب الخمر فاجلدوه فان عاد في الرابعة فاقتلوه''

جو شراب پیئے اسے کوڑے مارو، دوبارہ سہ بارہ پیئے تو دوبارہ سہ بارہ کوڑے مارو، چوتھی بار پیئے تو قتل کردو۔

اب اگر کوئی شخص اس حدیث کو سامنے رکھ کر چوتھی بار شراب پینے والے کے لئے قتل کا حکم دے دے اور اس کا اعتقاد رکھ لے تو ضرور بالضرور گمراہ ہو جائے گا اور دنیا میں فتنہ برپا کر دے گا اس لئے کہ اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ خواہ کوئی کتنی ہی بار شراب پیئے اسے قتل نہیں کیا جائے گا، ہر مرتبہ کوڑے ہی مارے جائیں گے۔

خود امام ترمذی اس حدیث کے بعد فرماتے ہیں:

'' انّما كان هٰذا في اول الامر ثم نسخ بعد'' یعنی یہ حکم ابتدائی دور میں تھا، بعد میں منسوخ ہو گیا۔

امام نووی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں:

''قال الترمذي في آخر كتابهٖ ليس في كتابي حديث اجمعت الامة علىٰ ترك العمل بهٖ الاّ حديث ابن عباس في الجمع بالمدينة من غير خوف ولا مطر وحديث قتل شارب الخمر في المرة الرابعة وهٰذا الذي قاله الترمذي في حديث شارب الخمر هو كما قالهٗ فهو حديث منسوخ دَلَّ الاجماع علىٰ نسخهٖ واما حديث ابن عباس فلم يجمعوا علىٰ ترك العمل بهٖ بل لهم اقوال''

اس طرح بیشمار حدیثیں ہیں جو ظاہر میں ظاہر بیں کو متعارض نظر آئیں گی، ایسے مقامات میں اگر ایک مسلمان، ائمہ مجتہدین، شارحین حدیث اور سلف صالحین

کے دامن کو نہ تھامے اور محض اپنی عقل لگائے تو گمراہ ہو جائے گا۔

تمام بدمذہب عموماً اور غیر مقلد خصوصاً اپنے خیالات فاسدہ کی ترویج کے لئے یہ مغالطہ دیا کرتے ہیں کہ قرآن و حدیث کو پیش کر کے اس کے ذیل میں اپنا مطلب بیان کرتے ہیں اور اس مطلب کو قرآن و حدیث کی طرف بے دھڑک نسبت کر دیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم قرآن و حدیث کے مقابل کسی کا قول ماننے کے لئے تیار نہیں۔ اس سے ان کا مدعا یہ ہوتا ہے کہ عوام یہ سمجھے کہ ان کے عقائد، قرآن و حدیث کے مطابق ہیں اور اہل اسلام اہل سنت جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ ایک خیالی پلاؤ ہے۔ یہ ان کی بدترین چال ہے، ایک جال ہے جو عوام کو پھانسنے کے لئے لگایا کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے عقائد پر جو نصوص ناطق ہیں یہ ان کو چھپا لیتے ہیں۔

زیر نظر کتاب ''**صدائے حق**'' محبّ گرامی قدر مولانا صوفی **محمد توقیر رضا قادری رضوی** کی تازہ اور پہلی تصنیف ہے۔ مولانا موصوف اپنے سینے میں مذہب اہل سنت و جماعت کی تبلیغ و اشاعت کے لئے دھڑکتا ہوا دل رکھتے ہیں۔ مسلمانوں کو اسلام کی صحیح تعلیم و تربیت ملے، مسلک اہل سنت و جماعت، مسلک اعلیٰ حضرت گھر گھر عام ہو، ہر فرد مسلم دینی و دنیوی تعلیم سے آراستہ ہو، ان کو یہ فکر ہر وقت رہتی ہے۔ اسی جذبے کے تحت انہوں نے اپنے علاقہ بڑا گاؤں، کوشامبی الہ آباد (یوپی) میں ''**جامعہ رضویہ**'' کے نام سے مدرسہ قائم کیا ہے۔ جو ماشاءاللہ چھوٹی عمر میں بڑا کارنامہ ہے۔

بدمذہبوں کی ردّ میں ہمیشہ شیر رضا کی طرح دکھائی دیتے ہیں۔ کتاب ھٰذا اسی جذبے کے تحت وجود میں آئی۔ مولانا موصوف میرے عزیز شاگرد ہیں، انہوں نے مجھے اپنی کتاب پر کچھ لکھنے کے لئے کہا، میں نے آں عزیز کی خواہش کے مطابق جستہ جستہ کتاب کو مختلف مقامات سے دیکھا، خوب ہے۔ غیر مقلدوں کی جانب سے عام طور پر جن مسائل کو متنازع فیہ بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ان مسائل میں اہل سنت کے موقف کو کتاب و سنت، اجماع و قیاس سے ثابت کیا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعاء ہے کہ اس کتاب کو لوگوں کے لئے باعث ہدایت بنائے۔ عوام و خواص میں مقبول بنائے اور مولانا موصوف کے علم و عمل اور قلم میں مزید برکت عطا فرمائے۔ انہیں اور ہمیں، سب مسلمانوں کو خاتمہ بالخیر نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ حبیبہٖ سید المرسلین و آلہٖ و صحبہٖ اجمعین

الفقیر

ابوالفضل غلام جیلانی نوریؔ

استاذ جامعہ حبیبیہ الہ آباد یوپی

۲ر صفر المظفر ۱۴۴۲ھ

رفع یدین کے احکام احادیث کی روشنی میں

نماز پنج گانہ اور جمعہ میں صرف پہلی تکبیر کے وقت ہی ہاتھ اٹھانا سنت ہے اور اس کے بعد نہیں ۔ اس مسئلہ کے ثبوت میں بے شمار حدیثیں آئیں ہیں آپ حضرات چند حدیثیں ملاحظہ فرمائیں:

حدیث نمبر(۱): حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں؛

قال لنا ابن مسعود الاصلی بکم صلوٰۃ رسول الله ﷺ فصلی ولم یرفع یدیه الامرة واحدة مع تکبیرة الافتتاح .وقال الترمذی حدیث ابن مسعود حدیث حسن ہ

ترجمہ: حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم سے فرمایا: کیا میں تمہارے سامنے رسول پاک ﷺ کی نماز نہ پڑھوں؟

پس آپ نے نماز پڑھی اور سوائے تکبیر تحریمہ کے ہاتھ نہ اٹھایا۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ابن مسعود کی حدیث حسن ہے (ضعیف نہیں)

(ترمذی شریف جلد ۱ صفحہ ۳۵، ابوداؤد شریف جلد ۱ صفحہ ۱۰۹)

حدیث نمبر(۲): عن تمیم بن طرفة عن جابر بن سمرة قال خرج علینا رسول الله صلیٰ الله علیه وسلم و نحن رافعوا اید ینا فی الصلوٰۃ فقال ما بالهم رافعین ایدیهم فی الصلوٰۃ کانّها اذ ناب الخیل الشمس اسکنوا فی الصلوٰۃ ہ

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ہمارے پاس رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائیں اور ہم نماز میں رفع یدین کرتے تھے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو کیا ہو گیا ہے کہ نماز میں ہاتھ اُٹھاتے ہیں گویا کہ وہ سرکش گھوڑوں کے دم ہیں نماز میں سکون اختیار کرو۔

(روایۃ النسائی صفحہ ۱۷۶) و (مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۱۸۱) و (ابوداؤد صفحہ ۱۵۰)

حدیث نمبر(۳): ابوداؤد نے ابن عاجب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے؛

قال رائیت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم رفع یدیه حین افتنح الصلاة لم یرفعهما حتی الصرف ہ

ترجمہ: براء بن عاجب نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز شروع فرمائی تو دونوں ہاتھ اٹھائے پھر نماز سے فارغ ہونے تک نہ اٹھائے۔ (ابوداؤد شریف صفحہ ۱۱۰)

حدیث نمبر(۴): حضرت مجاھد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں؛

صلیت خلف ابن عمر فلم یکن یرفع یدیه الا فی التکبیرة الاولیٰ من الصلوٰۃ

ترجمہ: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی آپ نماز میں پہلی تکبیر کے سوا کسی وقت ہاتھ نہ اٹھاتے تھے۔ (طحاوی شریف ۱۳۳)

حدیث نمبر(۵): عینی شرح بخاری نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی؛ **انه رایٰ رجلاً یرفع یدیه فی الصلوٰۃ عند الرکوع عند**

رفع راسه من الرکوع فقال له لا تفعل فانهٗ شئی فعلهٗ رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ثم ترکهٗ ہ

ترجمہ: آپ نے ایک شخص کو رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت ہاتھ اٹھاتے دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو کیونکہ یہ وہ کام ہے جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہلے کیا تھا، پھر چھوڑ دیا۔

حدیث نمبر (۶): امام طحاوی نے حضرت مغیرہ سے روایت کی ؛ میں نے ابراھیم نخعی سے عرض کیا کہ حضرت وائل نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ شروع نماز میں اور رکوع کے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے، تو آپ نے جواب دیا: **ان کان وائل راہ مرۃً یفعل ذالک فقد راہ عبد الله خمسین مرۃ لا یفعل ذالک ہ**

ترجمہ: اگر حضرت وائل نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک بار رفع یدین کرتے دیکھا ہے تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور کو پچاس دفعہ رفع یدین نہ کرتے دیکھا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود کی حدیث بہت قوی ہے کہ وہ صحابہ میں فقیہ اور عالم ہیں حضور کی صحبت میں اکثر رہنے والے نماز میں حضور کے قریب تر کھڑے ہونے والے ہیں کیونکہ حضور کے قریب وہ کھڑے ہوتے تھے جو عالم، عاقل ہوتے تھے۔

حدیث نمبر (۷): ابوداؤد شریف نے حضرت سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

حدثنا سفیان اسنادهٗ بهٰذا قال رفع یدیه فی اوّل مرّة وقال بعضهم مرةً واحدةً ہ ترجمہ: حضرت سفیان اسی اسناد سے روایت کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود نے پہلی بار ہی ہاتھ اٹھائے اور بعض راویوں نے فرمایا ایک ہی بار اٹھائے۔

حدیث نمبر (۸): امام محمد نے کتاب الآثار میں ابوحنیفہ عن حماد عن ابراہیم نخعی اسی طرح روایت کی؛ **انه قال لا ترفع الایدی فی شئٍ من صلوٰ تک بعد المرة الاولیٰ ہ** ترجمہ: آپ نے فرمایا کہ پہلی بار کے سوا نماز میں کہیں ہاتھ نہ اٹھاؤ۔

حدیث نمبر (۹): بیہقی و طحاوی شریف نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی؛

انه کان یرفع یدیه فی التکبیرۃ الاولیٰ من الصلوٰۃ ثم لا یرفع فی شئٍ منها ہ ترجمہ: آپ نماز کی پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے تھے پھر کسی حالت میں ہاتھ نہ اٹھاتے تھے۔

حدیث نمبر (۱۰): طحاوی شریف نے حضرت اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی؛

قال رائت عمر ابن الخطاب رفع یدیه فی اوّل تکبیرہ ثم لا یعود وقال حدیثٌ صحیحٌ ہ ترجمہ: میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا آپ پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھائے، پھر نہ اٹھائے۔ (امام طحاوی نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے)

حدیث نمبر (۱۱): عینی شرح بخاری نے حضرت عبداللہ بن زبیر سے روایت کی؛

انه رای رجلاً یرفع یدیه فی الصلوٰۃ عند الرکوع عند رفع

راسه من الرکوع فقال لهٔ لا تفعل فانهٔ شئیٌ فعلهٔ رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم ترکهٔ ہ ترجمہ: کہ آپ نے ایک شخص کو رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے ہاتھ اٹھاتے دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو کہ یہ وہ کام ہے جو حضور ﷺ نے پہلے کیا تھا پھر چھوڑ دیا۔

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ رکوع کے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین منسوخ ہے جن صحابہ سے یا حضور ﷺ سے رفع یدین ثابت ہے، وہ پہلا فعل ہے جو بعد میں منسوخ ہوگیا۔

امام اعظم کا امام اوزاعی سے رفع یدین کے متعلق عجیب مناظرہ

امام ابو محمد بخاری محدث رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سفیان بن عیینہ سے روایت کی کہ ایک دفعہ حضرت امام اعظم اور امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہما کی مکہ شریف کے دارالحناطین میں ملاقات ہوئی تو ان بزرگوں کی آپس میں حسب ذیل گفتگو ہوئی سنئے اور ایمان تازہ کیجئے۔

یہ مناظرہ فتح القدیر اور مرقات شرح مشکوٰۃ وغیرہ میں مذکور ہے؛

امام اوزاعی: آپ لوگ رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کیوں نہیں کرتے ہو

امام اعظم ابوحنیفہ: اس لئے کہ رفع یدین ان موقعوں پر حضور سے ثابت نہیں۔

امام اوزاعی: آپ نے یہ کیا فرمایا، میں آپ کو رفع یدین کی صحیح حدیث سناتا ہوں؛

حدثنی الزهری عن سالم عن ابیه عن رسول الله صلی الله علیه وسلم انه' کان یرفع یدیه اذا افتتح الصلوٰة وعند الرکوع وعند الرفع منهٔ ہ ترجمہ: مجھے زہری نے حدیث بیان کی کہ انہوں نے سالم سے سالم نے اپنے والد سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے، آپ ہاتھ اٹھاتے جب نماز شروع فرماتے اور رکوع کے وقت، رکوع سے اٹھتے وقت۔

امام اعظم ابوحنیفہ: میرے پاس اس سے قوی تر حدیث اس کے خلاف موجود ہے۔

امام اوزاعی: اچھا فوراً پیش فرمایئے۔

امام اعظم: لیجئے سنئے......

حدثنا حماد عن ابراهیم عن علقمه والاسود عن عبد الله ابن مسعود ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان لا یرفع یدیه الا عند افتتاح الصلوٰة ثم لا یعود لشئیٍ من ذلک ہ

ترجمہ: ہم سے حضرت حماد نے حدیث بیان کی انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے حضرت علقمہ اور اسود سے انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے شروع کرنے کے وقت ہی ہاتھ اٹھاتے تھے پھر کسی وقت نہ اٹھاتے تھے۔

امام اوزاعی: آپ کی پیش کردہ حدیث کو میری پیش کردہ حدیث پر کیا فوقیت

ہے جس کی وجہ سے آپ نے اسے قبول فرمایا اور میری حدیث کو چھوڑ دیا۔

امام اعظم ابوحنیفہ: اس لئے کہ حماد زہری سے زیادہ عالم وفقیہہ ہیں اور ابراہیم نخعی سالم سے بڑھ کر عالم وفقیہہ ہیں علقمہ سالم کے والد یعنی عبداللہ بن عمر سے علم میں کم نہیں اسود بہت بڑے متقی فقیہہ وافضل ہیں عبداللہ ابن مسعود فقہ میں، قرأت میں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں حضرت عبداللہ ابن عمر سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہیں کہ بچپن سے حضور ﷺ کے ساتھ رہے چونکہ ہماری حدیث کے راوی تمہاری حدیث کے راویوں سے علم وفضل میں زیادہ ہیں لہٰذا ہماری پیش کردہ حدیث بہت قوی اور قابل قبول ہے۔

امام اوزاعی: خاموش!

وہابی غیر مقلدین صاحبان امام صاحب کی یہ اسناد دیکھیں اور اس میں کوئی نقص نکالیں امام اوزاعی کو بجز خاموشی کے چارہ کار نہ ہوا۔

یہ ہے حضرت امام اعظم کی حدیث دانی اور یہ ہے انکی حدیث کی اسناد۔

اللہ تعالیٰ حق قبول کرنے کی توفیق دے!

ضد کا کوئی علاج نہیں، یہ لمبی لمبی اسنادیں اور ان میں ضعیف راویوں کی شرکت حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے بعد کی پیداوار ہیں۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے جو حدیث قبول فرمائی وہ نہایت صحیح تھی۔

تقلید کے شرعی احکام

ایسا ہرگز نہیں کہ ہم تقلید کو صرف عقلاً اور قیاساً ثابت کرتے ہیں بلکہ اس سلسلے میں ہماری رہنمائی اللہ کی مقدس کتاب اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتی ہے ہمیں قرآن اور حدیث سے ہی تقلید کا مزاج مل رہا ہے۔ اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے۔

(۱) وما کان المؤمنون لینفروا کافۃً فلولا نفر من کل فرقۃٍ منھم طائفۃٌ لیتفقھوا فی الدین ولینذرو ا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون ہ (سورۃ التوبہ آیت ۱۲۳)

ترجمہ: اور مسلمانوں سے تو یہ ہو نہیں سکتا کہ سب کے سب نکلیں (دین سیکھنے) تو کیوں نہ ہو کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور واپس آ کر اپنی قوم کو ڈر سنائیں اس امید پر کہ وہ بچیں (اللہ کی نافرمانی سے) اس آیت کریمہ میں اس بات کی تاکید ہے کہ سارے مسلمان ایک ہی کام میں نہ لگیں بلکہ ایک جماعت روز وشب دین کی سمجھ حاصل کرنے میں لگ جائے اپنا اوڑھنا، بچھونا علم کو بنالے، پھر یہ جماعت ان لوگوں کو دین سکھائے جو کسبِ معاش کی مصروفیتوں کی وجہ سے علم دین سیکھنے کے لئے وقت نہیں نکال پاتے ہیں۔ اس آیت کریمہ میں ایک کو دین سکھانے اور دوسرے کو ان سے سیکھ کر عمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور اسی کا نام تقلید ہے اس آیت پر گفتگو کرتے ہوئے امام ابوبکر جصاص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

’’اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ نے عام لوگوں پر تقلید کو واجب کیا، علمائے کرام ان کو احکام دین بتا کر ہوشیار کریں۔تو وہ (اللہ کی نافرمانی سے) بچیں اور علماء کی پیروی (تقلید) کریں۔

(احکام القرآن للجصاص باب طاعة الرسول ﷺ جلد۲ صفحہ۲۶۳)

کیا اس آیت میں کہیں ایسا بھی ہے کہ جب علماء بتائیں تو ان سے دلیل بھی پوچھو، نہیں ان کا قول بلا دلیل تسلیم کرو۔ چونکہ وہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین کے شارح ہیں ان پر اعتماد و اعتبار ضروری ہے اب وہ لوگ (غیر مقلدین) جو ڈائریکٹ قرآن وحدیث سے دین سمجھنے کی لوگوں کو دعوت دیتے ہیں اس سے نصیحت حاصل کریں بجائے محقق بننے کے مقلد بنیں۔

پھر اللہ پاک اپنی مقدس کتاب میں ارشاد فرماتا ہے؛

(۲) یا ایھا الذین آمنو اطیعو الله و اطیعو الرسول و اولیٰ الامر منکم (سورۃ النساء آیت ۵۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول اللہ کا اور تم میں جو اولو الامر ہیں ان کا۔

اس آیت میں جو اولوالامر آیا ہے اس کی تفسیر میں بعض حضرات نے کہا اس سے مراد مسلمان حکام مراد ہیں اور زیادہ تر حضرات نے فرمایا اس سے فقہاء مراد ہیں

اس آیت کی تفسیر میں امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں (اس آیت میں اولوالامر سے علماء وفقہا مراد لینا اولیٰ (بہتر) ہے۔

(تفسیر الکبیر جلد۳، صفحہ۳۳۴)

بہر حال اس تفسیر کے مطابق اس آیت میں مسلمانوں سے کہا گیا ہے کہ وہ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریں اور ان علماء وفقہاء کی اطاعت کریں جو اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کے شارح ہیں اور اسی اطاعت کو اصطلاح میں تقلید کہا جاتا ہے۔

(۳) اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ صراطِ مستقیم وہی ہے جس پر اللہ تعالیٰ کے نیک بندے چلے ہوں اور تمام مفسرین، محدثین، فقہاء، اولیاء اللہ، غوث، قطب و ابدال، اللہ کے نیک بندے ہیں وہ سب مقلد گذرے۔لہٰذا تقلید ہی سیدھا راستہ ہوا۔کوئی محدث، مفسر، ولی، غیر مقلد نہ گزرا، غیر مقلد وہ ہے جو مجتہد نہ ہو پھر تقلید کرے، وہ غیر مقلد نہیں کیوں کہ مجتہد کو تقلید کرنا منع ہے۔

نیز اللہ رب العزت کا ارشاد ہے؛

فاسئلو ااھل الذکر ان کنتم لا تعلمون ہ علم والوں سے پوچھو اگر تم کو علم نہیں!

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو شخص جس مسئلہ کو نہ جانتا ہو، وہ اہل علم سے

دریافت کرے اجتہادی مسائل جن کے نکالنے کی ہم طاقت نہیں رکھتے تو ان مسائل
میں ائمہ مجتہدین کی طرف رجوع کریں گے، بعض لوگ کہتے ہیں اس سے مراد تاریخی
واقعات ہیں یہ صحیح نہیں ہے اس لئے کہ اس آیت کے کلمات مطلق بلا قید ہیں اور
پوچھنے کی وجہ ہے نہ جاننا۔ تو جس چیز کو ہم نہ جانتے ہوں اس کا پوچھنا لازم ہے۔

مشکوٰۃ کتاب الامارۃ میں بحوالہ مسلم شریف ہے؛

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

**(۴) من اتاکم و امرکم جمیعٌ علی رجلٍ واحدٍ یریدُ ان یشق
عصا کم یفرق جماعتکم فاقتلوہُ ہ** (صفحہ ۳۲۰)

ترجمہ: جو تمہارے پاس آوے حالانکہ تم ایک جماعت پر متفق ہو وہ چاہتا ہو
کہ تمہاری لاٹھی کو توڑ دے اور تمہاری جماعت کو متفرق کردے تو اس کو قتل کردو۔

حدیث: حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول
پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یمن کا قاضی بنا کر روانہ کیا تو دریافت فرمایا کہ تمہارے
سامنے کوئی فقیہ (مسئلہ) پیش آجائے تو کس طرح فیصلہ کرو گے؟ حضرت معاذ ابن
جبل نے عرض کیا: کتاب اللہ سے فیصلہ کروں گا۔ حضور نے فرمایا: اگر وہ کتاب اللہ
میں نہ ملے تو؟ عرض کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے فیصلہ کروں گا۔ آپ
نے فرمایا: اگر اس میں بھی نہ ملے تو؟ پھر اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور اس مسئلہ کو
معلوم کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑوں گا۔ حضرت معاذ فرماتے ہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم میرے جواب پر (فرطِ مسرت سے) اپنا دست مبارک میرے سینے پر مارا اور
فرمایا: **الحمد للہ الذی وفق رسول رسول صلی اللہ علیہ وسلم لما**

یرضی بہ رسول اللہ .. یعنی اللہ کا شکر ہے کہ اس نے اپنے رسول کے قاصد کو اس
بات کی توفیق دی، جس سے اللہ کا رسول راضی اور خوش ہے۔

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۲۴، ابوداؤد شریف)

آپ حضرات غور فرمائیں!

اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔ (۱) بہت سے مسائل ایسے ہیں جو
قرآن وحدیث میں صراحۃً مذکور نہیں ہیں۔ (۲) جو مسائل قرآن وحدیث میں صراحۃً
(صاف صاف) موجود نہ ہوں ان میں مجتہد کا قیاس و اجتہاد سے فیصلہ کرنا شرک
بدعت نہیں بلکہ اللہ اور اس کے رسول کی عینِ مرضی کے مطابق ہے۔ (۳) قیاس اور
اجتہاد اللہ کی ایک نعمت ہے اس لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے الحمد للہ فرمایا اور
فرطِ مسرت سے حضرت معاذ کے سینے پر ہاتھ مارا کہ جسے میں قاضی بنا کر بھیج رہا ہوں
اسے یہ نعمت مل گئی۔ (۴) حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کا قاضی بنا کر
بھیجا جا رہا ہے۔ مسائل حل کرنے کی اور معاملات سلجھانے کی تعلیم دی جا رہی ہے،
کیوں؟ اس لئے کہ اہل یمن اپنے پیش آنے والے مسائل و معاملات کو حضرت
معاذ کے سامنے پیش کریں گے اور حضرت معاذ کی تقلید شخصی نہیں تو کیا ہے؟ گویا کہ
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اہل یمن کو حضرت معاذ کی تقلید شخصی پر مامور فرما دیئے
تھے۔ (۵) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: **لا تسئلوا فی
ما دام ھنا الحبر فیکم ہ**

ترجمہ: جب تک یہ علامہ تم میں موجود ہیں ہم سے مسئلہ نہ پوچھو!

(بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف باب الفرائض جلد ۱ صفحہ ۲۶۴)

آپ حضرات غور فرمائیں.....!

یعنی حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب تک تم میں موجود ہیں انہیں سے مسائل پوچھو اور وہ جو فتویٰ دیں اس پر عمل کرو۔ یہ تقلید شخصی نہیں تو اور کیا ہے، معلوم ہوا کہ عہد صحابہ میں بھی تقلید شخصی کا رِواج تھا اور عہد صحابہ میں تقلید مطلق اور تقلید شخصی دونوں قسم کا رِواج تھا۔(۱) مطلق یہ ہے: جس سے چاہا مسئلہ پوچھا، جس کے قول پر چاہا عمل کیا۔(۲) شخصی یہ ہے: تمام دینی مسائل فروعیہ میں صرف ایک ہی مجتہد کی پیروی کرنا، ان کے مذہب کے مطابق عمل کرنا۔

غیر مقلدین جو عوام کو یہ کہہ کر دھوکہ دیتے ہیں؛ جناب اول تقلید شرک ہے اور آپ کے علماء جو قرآن وحدیث سے تقلید ثابت کرتے ہیں وہ مطلق ہے شخصی نہیں۔

صحابہ کہاں حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی تھے؟ اب بندہ اِن جاہلوں کے اعتراض کا جواب ایک بہت بڑے محدث مفسر کے قول سے دے رہا ہے۔ مشہور محدث مفسر حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ الرضوان فرماتے ہیں:

فان اھل السنة قد افترق بعد القرون الثلثة اؤ الاربعة على أربعة مذاهب ولم يبق مذهب فى فروع المسائل سوى هٰذه الاربعة فقد انعقد الاجماع المركب على بطلان قول يخالف كلهم

ترجمہ: تیسری، چوتھی، صدی ہجری کے بعد فروعی مسائل میں اہل سنت وجماعت کے

چار ہی مذاہب باقی رہے کوئی پانچواں مذہب نہیں۔ پس! اس بات پر اجماع ہو گیا کہ جو قول ان چاروں کے خلاف ہے وہ باطل ہے۔ (تفسیر مظہری جلد ۲ صفحہ ۶۸)

حضرت علامہ اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ اور ہندوستان کے مایۂ ناز عالم حضرت ملا احمد جیون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قد وقع الاجماع على أن الاتباع انما للأربع......الخ

یعنی اس پر اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ تقلید صرف چار امام ہی کی جائز ہے۔ (تفسیرات احمدیہ) اور تقلید کرنا جائز ہے اور ثواب ہے اور دونوں جہاں کے لئے برکت ہے بس اللہ تعالیٰ اندھے غیر مقلدین کو ہدایت بخشے۔

آمین کے شرعی احکام

آہستہ آمین کہنا خدا اور رسول کے موافق ہے چیخ کر آمین کہنا قرآن کریم کے بھی خلاف ہے اور حدیث وسنت کے بھی مخالف۔ دلائل حسب ذیل ہیں؛

(۱) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: **اُدعوا ربّكم تضرعاً وخفيةً**

ترجمہ: اپنے رب سے دعا مانگو عاجزی سے، اور آہستہ آمین بھی دعاء ہے۔ لہٰذا یہ بھی آہستہ کہنی چاہیئے۔ (سورۃ اعراف آیت ۵۵)

ربّ ارشاد فرماتا ہے: **وَاِذَا سَأَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ہ**

ترجمہ: اے محبوب جب لوگ آپ سے میرے متعلق پوچھیں تو میں بہت نزدیک ہوں مانگنے والے کی دعاء قبول کرتا ہوں جب مجھ سے دعاء کرتا ہے۔

(سورۃ بقرہ آیت ۱۸۶)

معلوم ہوا کہ چیخ کر دعاء اس سے کی جائے جو ہم سے دور ہو اور ربّ تو ہماری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے پھر آمین چیخ کر کہنا عبث بلکہ خلاف تعلیم قرآن ہے اس لئے آمین دعاء ہے۔

حدیث (۱تا۸): بخاری، مسلم، احمد، مالک، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی:

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا امن الامام فامنوا فانه من وافق تامینه تامین الملئکة غفرلهٗ ما تقدم من ذنبه ہ

ترجمہ: فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو جس کی آمین فرشتوں کے آمین کے موافق ہوگی اس کے گذشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گناہ کے معافی اس نمازی کے لئے ہے جس کی آمین فرشتوں کی آمین کی طرح ہو اور ظاہر ہے کہ فرشتے آہستہ آمین کہتے ہیں۔ ہم نے ان کی آمین آج تک نہ سنی تو چاہیئے کہ ہماری آمین بھی آہستہ ہوتا کہ فرشتوں کے موافق ہو اور گناہوں کی معافی ہو۔ جو غیر مقلدین وہابی چیخ کر آمین کہتے ہیں وہ جیسے مسجد میں آتے ہیں ویسے ہی جاتے ہیں۔ ان کے گناہوں کی معافی نہیں ہوتی کیونکہ وہ فرشتوں کی آمین کی مخالفت کرتے ہیں۔

حدیث (۹ تا ۱۲): امام احمد، ابوداؤد طیاسی، ابویعلی موصولی طبرانی، دارقطنی اور حاکم نے مستدرک میں حضرت وائل ابن حجر سے روایت کی حاکم نے فرمایا کہ اسکی اسناد نہایت صحیح ہے؛ **عن وائل ابن حجر انه صلی مع النبی صلی الله علیه وسلم فلما بلغ غیر المغضوب علیهم ولا الضآلّین قال آمین واخفیٰ بها صوتهٗ ہ**

ترجمہ: حضرت وائل ابن حجر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم (**غیر المغضوب علیهم ولا الضآلّین**) پر پہنچے تو آپ نے فرمایا آمین اور آمین میں آواز آہستہ رکھی۔ معلوم ہوا کہ آمین آہستہ کہنا سنت رسول اللہ ہے۔ بلند آواز سے کہنا بالکل خلاف سنت ہے۔

حدیث (۱۲تا۱۵): ابوداؤد شریف، ترمذی، ابن شیبہ نے حضرت وائل ابن حجر سے روایت کی؛ **قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم قرأ غیر المغضوب علیهم ولا الضآلین فقال وخَفَضَ به صوتهٗ ہ**

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ آپ نے پڑھا (**غیر المغضوب علیهم ولا الضآلّین**) تو فرمایا آمین اور آواز مبارک آہستہ رکھی۔

حدیث (۱۶): امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت حمّاد سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے روایت کی؛ **قال اربع یخفهن الامام التعوذ و بسم الله و سبحانک اللهم و آمین رواهُ محمدٌ فی الاثار و عبد الرزق فی مصنفه**

ترجمہ: آپ نے فرمایا امام چار چیزیں آہستہ کہے اعوذ باللہ، بسم اللہ، سبحانک اللھم اور آمین یہ حدیث امام محمد نے کتاب الآثار میں اور عبدالرزق نے اپنی مصنف میں بیان کی۔

عقل بھی چاہتی ہے کہ آمین آہستہ کہی جائے کیونکہ آمین قرآن کریم کی آیت یا کلمہ قرآن نہیں۔اس لئے نہ جبرئیل امین لائے نہ قرآن کریم میں لکھی گئی بلکہ دعاء اور ذکر اللہ ہے تو جیسے ثناء، التحیات، درود ابراہیم، دعاء ماثورہ وغیرہ آہستہ پڑھی جاتی ہے اسی طرح آمین بھی آہستہ ہونی چاہیئے۔

یہ کیا تمام ذکر آہستہ ہوا اور آمین پر تمام لوگ چیخ پڑیں یہ چیخنا قرآن کے بھی خلاف ہے اور احادیث صحیحہ کے بھی، صحابہ کے عمل کے بھی اور عقلِ سلیم کے بھی خلاف ہے اللہ تعالیٰ وہابی، غیر مقلدوں کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

نماز کی حالت میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے میں شرعی احکام

نماز میں مرد کو ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا سنت ہے، سینے پر ہاتھ باندھنا سنت کے خلاف ہے۔اس کے متعلق بہت سی احادیث وارد ہیں، ہم صرف چند حدیثیں پیش کرتے ہیں؛

حدیث(۱): **عن وائل ابن حجر قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضع یمینہ علی شمالہ تحت السرّہ راہ ابن ابی شیبہ بسند صحیح و رجالہ ثقاتٌ ہ**

ترجمہ: حضرت وائل ابن حجر سے روایت ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا، ناف کے نیچے۔

یہ حدیث ابن ابی شیبہ نے صحیح اسناد سے نقل کی اور اس کے سب راوی ثقہ ہیں۔

(بخاری شریف جلد۲صفحہ۳۸۵)

حدیث(۲): ابن شاھین نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی؛

قال ثلث من اخلاق النبوة تعجیل االافطار وتاخیر السحور ووضع الکف علی الکف تحت السُّرَّةِ ہ

ترجمہ: تین چیزین نبوت کے عادات میں سے ہیں افطار میں جلدی کرنا، سحری میں دیر کرنا، نماز میں ہاتھ پر ہاتھ ناف کے نیچے رکھنا۔

حدیث(۳): ابوداؤد نے ابن اعرابی میں حضرت ابووائل رضی اللہ عنہ سے روایت کی؛

قال ابو وائل اخذٌ الکف علی الکف فی الصلوٰة تحت السرّةِ ہ

ترجمہ: حضرت ابووائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ پر ہاتھ رکھنا چاہیئے۔

حدیث(۴،۵): دارقطنی اور عبداللہ بن احمد نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی؛ **انّ من السنة فی الصلوٰة وضع الاکفّ وفی روایة وضع الیمین علی الشمال تحت السرة**

ترجمہ: نماز میں ہاتھ پر ہاتھ رکھنا اور ایک روایت میں ہے داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا ناف کے نیچے سنت ہے۔

حدیث (۶ تا۹): ابو داؤد نسخہ ابن اعرابی، احمد، دار القطنی اور بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے؛

انهٗ قال السنة وضع الکفّ علیٰ الکف تحت السرة

ترجمہ: ناف کے نیچے ہاتھ پر ہاتھ رکھنا سنت ہے۔

حدیث (۱۰): ابن ابی شیبہ نے حضرت ابراہیم نخعی سے روایت کی؛

قال یضع یمینه علیٰ شماله تحت السرة

ترجمہ: آپ نے فرمایا: داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھتے تھے۔

اس کے متعلق بہت سی حدیثیں پیش کر سکتا ہوں صرف (۱۰) دس پر قناعت کرتا ہوں عقل بھی چاہتی ہے کہ نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ رکھا جائے کیونکہ غلام آقا کے سامنے ایسے ہی کھڑے ہوتے ہیں اس میں انتہائی ادب ہے نماز میں چونکہ بندہ ربّ کی بارگاہ میں حاضری دیتا ہے لہٰذا ادب سے کھڑا ہونا چاہیئے، غیر مقلد جب نماز میں کھڑے ہوتے ہیں تو پتہ نہیں لگتا کہ مسجد میں کھڑے ہیں یا اکھاڑے میں نیاز مندی کے لئے کھڑے ہیں یا کشتی لڑنے خم ٹھونک کر۔

اللہ کے بندو! جب رکوع میں ادب، سجدے میں ادب، التحیات میں ادب اور نیاز مندی کا لحاظ کرتے ہو تو قیام میں اکڑ کر خم ٹھونک کر بے ادبی سے پہلوانوں کی طرح کیوں کھڑے ہوتے ہو۔ یہاں بھی ناف کے نیچے ہاتھ باندھ کر غلاموں کی طرح کھڑے ہو۔

اللہ تعالیٰ سمجھنے کی توفیق دے۔ غیر مقلدوں کے پاس ایک بھی مرفوع صحیح حدیث مسلم، بخاری کی نہیں جس میں مردوں کو سینے پر ہاتھ رکھنے کا حکم دیا گیا ہو۔

امام کے پیچھے مقتدی قرأت نہ کرے

امام کے پیچھے مقتدی کو قرآن شریف پڑھنا سخت منع ہے۔ مگر غیر مقلد وہابی مقتدی پر سورۂ فاتحہ پڑھنا فرض جانتے ہیں۔ اس ممانعت پر قرآن کریم، احادیث شریفہ، اقوال صحابہ کبار اور عقلی دلائل بے شمار ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں؛

امام کے پیچھے مقتدی کو قرآن شریف کی تلاوت کرنا منع ہے، خاموش رہنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے؛

واذا قری القرآن فاستمعوا لهٗ وانصتوا لعلکم ترحمعون ہ

ترجمہ: اور جب قرآن شریف پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو تا کہ رحم کئے جاؤ۔ (سورۂ اعراف آیت ۲۰۴)

خیال رہے کہ شروع اسلام میں نماز میں دنیاوی بات چیت بھی جائز تھی اور مقتدی حالتِ نماز میں قرأت کرتے تھے اور بات چیت بھی کرتے تھے، بات چیت کرنا اس آیت کریمہ سے منسوخ ہو گیا۔ **وقومو اللهِ قنتین ہ** ترجمہ: اور کھڑے ہو اللہ کی اطاعت کرتے ہوئے خاموش! چنانچہ مسلم نے باب تحریم الکلام فی الصلوٰۃ اور بخاری نے باب **ماینھٰی من الکلام فی الصلوٰۃ** میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کی؛

قَالَ کُنّا نتکلّم فی الصلوٰۃِ یُکلِّمُ الرجلُ صَاحِبَهٗ وهو اِلیٰ جنبهٖ فی الصلوٰۃ حتّیٰ نزلت وقوموا للهِ قنتین ہ فامرنا السکوتِ ونهیینا عن الکلام (لفظ مسلم)

ترجمہ: ہم لوگ نماز میں باتیں کرتے تھے ہر ایک اپنے ساتھی سے نماز کی حالت میں گفتگو کر لیتا تھا۔ یہاں تک کی یہ آیت اتری (قومو اللہ الخ) پس ہم کو حکم دیا گیا، خاموش رہنے کا اور کلام سے منع فرمادیا گیا۔

پھر نماز کی حالت میں کلام تو منع ہو گیا تلاوت قرآن مقتدی کرتے رہے اور جب یہ آیت کریمہ اُتری تو مقتدیوں کو تلاوت بھی ممنوع ہوگئی۔

واذا قرئ القرآنُ فاستَمِعوا الخ

ترجمہ: جب قرآن پڑھا جائے تو غور سے سنو اور چپ رہو چنانچہ تفسیر مدارک شریف میں اسی آیت (**واذا قرئ**) کی تفسیر میں ہے؛ **وَجُمْهُوْرُ الصَّحَابَةِ عَلیٰ انَّهٗ فِیْ اِسْتِمَاعِ الْمُؤتم ہ** عام صحابہ کرام کا فرمان یہ ہے کہ یہ آیت مقتدی کے قرأت امام سننے کے متعلق ہے، تفسیر خازن میں اسی آیت (**واذا قرئ**) کی تفسیر میں ایک روایت یہ نقل فرمائی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے۔ بعض لوگوں کو امام کے ساتھ قرآن پڑھتے سنا جب فارغ ہوئے تو فرمایا کہ کیا ابھی تک یہ وقت نہ آیا کہ تم اس آیت کو سمجھو.....**واذا قرئ القرآنُ الخ**

تنویر مقیاس من تفسیر ابن عباس شریف میں اس آیت کی تفسیر میں ہے؛

واذا قرئ القرآنُ فی الصلوٰۃ المکتوبۃِ فاستمعوا له الیٰ قرائتهِ وانصتوا القرأته ہ ترجمہ: جب فرض نماز میں قرآن پڑھا جائے تو اس قرأت کو

کان لگا کر سنو اور قرآن پڑھے جاتے وقت خاموش رہو۔ اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ اوّل اسلام میں امام کے پیچھے مقتدی قرأت کرتے تھے۔ اس آیت مذکورہ کے نزول کے بعد امام کے پیچھے قرأت منسوخ ہوگئی۔ اب احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث (۱): مسلم شریف باب سجود التلاوۃ میں عطاء بن یسار سے مروی ہے؛ **انّهٗ سأل زید ابن ثابت عنِ القرأۃِمَعَ الامام فقال لا قرأۃ مع الامام فی شئیٍ**

ترجمہ: انہوں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی سے امام کے ساتھ قرأت کرنے کے متعلق پوچھا، تو آپ نے فرمایا امام کے ساتھ قرأت جائز نہیں۔

حدیث (۲): مسلم شریف باب التشہد میں ہے؛ **فقال له ابو بکر فحدیث الیٰ هریرۃ فقال هو صحیح یعنی واذا قرأ فانصتوا** ترجمہ: ابوبکر نے سلیمان سے پوچھا کہ ابوہریرہ کی حدیث کیسی ہے تو آپ نے فرمایا بالکل صحیح ہے یعنی یہ حدیث کہ جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو بالکل صحیح ہے۔

حدیث (۳): ترمذی شریف نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی؛

من صلی رکعة لم یقرأ فیها بامّ القرآن فلم یُصلِّ الّا ان یکون وراء الاما م هٰذا حدیثٌ صحیح ہ ترجمہ: جو کوئی نماز پڑھے کہ اس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھے اس نے نماز ہی نہ پڑھی مگر یہ کہ امام کے پیچھے ہو (یعنی تب نہ پڑھے) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث (۴): نسائی شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ؛

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انما جعل الامام لیؤتم به فاذا کبّر کبّر وا واذا قرأ فانصتوا ہ

ترجمہ: امام اس لئے مقرر کیا گیا کہ اس کی پیروی کی جائے تو جب وہ تکبیر کہے اور تم بھی تکبیر کہو اور جب قرأت کرے تو خاموش رہو۔

حدیث (۵ تا ۸): امام احمد نے مؤطا شریف میں امام ابوحنیفہ عن موسیٰ ابن ابی عائشہ عن عبداللہ ابن شداد عن جابر بن عبداللہ ہے؛ **ان النبی صلی الله علیه وسلم قال من کان لهٗ امام فقراۃ الامام لهٗ قرأۃ قال محمد بن منیع و ابن الهمام هٰذا الاسناد صحیح علی شرطِ الشیخین ہ**

ترجمہ: حضور نے فرمایا جس کا امام ہو تو امام کی تلاوت اس کی تلاوت ہے محمد بن منیع اور امام بن ہمام نے فرمایا کہ یہ اسناد صحیح ہے اور بخاری مسلم کی شرط ہے۔

حدیث (۹): طحاوی شریف نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ؛

من قرأ خلف الامام فلیس علیٰ فطرةٍ

ترجمہ: جو امام کے پیچھے قرأت کرے وہ دین فطرت پر نہیں۔

حدیث (۱۰): **انهٗ قال قال رجلٌ ان النبی صلی الله علیه وسلم قال لا قرأۃ خلف الامام ہ** ترجمہ: حضور نے فرمایا کہ امام کے پیچھے تلاوت جائز نہیں۔

ہم نے یہاں قرآن پاک اور حدیث پاک سے ثابت کیا کہ امام کے پیچھے قرأت جائز نہیں اگر کسی کو ہماری اس تحقیق سے اطمنان نہ ہو تو مطالعہ کریں طحاوی شریف ، بخاری شریف ، مؤطا امام محمد وغیرہ کتب کا۔

بیس رکعت تراویح کا شرعی احکام

بیس رکعت تراویح سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سنت صحابہ عامۃ المسلمین ہے دلائل ملاحظہ فرمائیں ؛

حدیث (۱ تا ۵): ابن ابی شیبہ، طبرانی نے کبیر میں، بیہقی، عبدابن حمید اور امام بغوی نے سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ؛

ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یصلی فی رمضان عشرین رکعة سِوَی الوتر وزاد البیهقی فی غیر جماعةٍ ہ

ترجمہ: بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ماہِ رمضان شریف میں بیس رکعت پڑھتے تھے وتر کے علاوہ۔ بیہقی نے یہ زیادہ فرمایا کہ بغیر جماعت تراویح پڑھتے تھے۔

ان احادیث سے یہ معلوم ہوا کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے جن روایات میں آیا ہے کہ آپ نے صرف تین دن تراویح پڑھی وہاں باجماعت پڑھنا مراد ہے۔ یعنی بغیر جماعت کے تو ہمیشہ پڑھتے تھے جماعت سے صرف تین دن پڑھیں۔ لہٰذا احادیث مین تعارض نہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ تراویح

سنت مؤکدہ علی العین ہے۔حضور نے ہمیشہ پڑھیں اورلوگوں کورغبت بھی دی۔

حدیث(٦):امام مالک نے حضرت یزید بن رومان سے روایت کی؛

کان النّاس یقومون فی زمن عمر ابن الخطاب فی رمضان بثلٰثٍ وّ عشرین رکعةً ہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے مین لوگ تیئیس رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

اس سے دو بات معلوم ہوئی کہ تراویح بیس رکعت ہےاوروتر تین رکعت ہے۔ اس لئے کل تیئیس رکعتیں ہوئیں۔

حدیث(٧): بیہقی نے معرفہ میں صحیح اسناد سے حضرت سائب ابن یزید سے روایت کی؛ **قال کنا نقوم فی عهد عمر بعشرین رکعةً والوتر ہ**

ترجمہ: ہم صحابہ کرام حضرت فاروق اعظم کے زمانہ میں بیس رکعت تراویح اوروتر پڑھتے تھے۔

حدیث(٨): ابن منیع نے حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی؛ **ان عمر ابن الخطاب امرهٗ ان تصلّی باللّیلِ فی رمضان قال انّ النّاس یصومون النّهار ولا یحسنون ان یقرا وافلو قرأت علیهم باللّیل قال یا امیر المؤمنین هٰذا شیٌ لم یکن فقال قد علمتُ ولکنهٗ حسن فصلّی بهم عشرین رکعةً ہ**

ترجمہ: حضرت عمر نے انہیں حکم دیا کہ تم لوگوں کورات میں تراویح نماز پڑھاؤ کیونکہ لوگ دن میں روزہ رکھتے ہیں اورقرآن کریم اچھی طرح سے نہیں پڑھ سکتے۔ بہتر یہ ہےقرآن پڑھا کرورات میں۔

حضرت ابی نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین یہ وہ کام ہے جواس سے پہلے نہ تھا۔آپ نے فرمایا: میں جانتا ہوں لیکن یہ اچھا کام ہےتو حضرت ابی نے بیس رکعتیں پڑھائیں۔

اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ عہد فاروقی سے پہلے مسلمانوں میں تراویح جاری تھی۔مگر باجماعت اہتمام سے ہمیشہ تراویح کا رواج حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ سے ہوا۔اصل تراویح سنت رسول اللہ ہےاور جماعت ہمیشگی سنت فاروقی ہے۔

دوسرے یہ کہ بیس رکعت تراویح پر تمام صحابہ کا اجماع ہوا کیونکہ حضرت ابی ابن کعب نے تمام صحابہ کوبیس رکعتیں پڑھائیں اورصحابہ کرام نے پڑھیں، کسی نے اعتراض نہیں کیا۔

تیسرے یہ کہ بدعت حسنہ اچھی چیز ہے کہ حضرت ابی ابن کعب نے عرض کیا کہ حضور تراویح کی باقاعدہ جماعت سے اہتمام بدعت ہے اس سے پہلے نہ ہوئی۔ فاروقِ اعظم نے فرمایا بالکل ٹھیک ہے، واقعی یہ بدعت ہے مگر اچھی ہے۔

چوتھے یہ کہ جوکام حضور کے زمانے میں نہ ہووہ بدعت ہے اگرچہ صحابہ میں رائج ہو کہ تراویح کی جماعت اگرچہ زمانہ فاروقی میں ہوئی مگر اسے بدعتِ حسنہ فرمایا گیا۔

حدیث (۹): بیہقی شریف نے ابن سنن میں حضرت عبد الرحمٰن سلمی سے روایت کی؛ **انّ علی ابن ابی طالب دعا القرّا ء فی رمضان و امر رجلاً یصلّی بالنّاس خمس ترویحات عشرین رکعۃ و کان علیؒ یوتر بھم ہ**

ترجمہ: کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رمضان شریف میں قاریوں کو بلاتے ، پھر ایک شخص کو حکم دیا لوگوں کو پانچ تروتح یعنی بیس رکعت تراویح پڑھاؤ۔حضرت علی انہیں وتر پڑھاتے تھے۔

حدیث(۱۰): بیہقی شریف نے حضرت ابوالحسناء سے روایت کی؛

ان علی ابن ابی طالب امر رجلاً یصلّی بالنّاس خمس ترویحاتٍ عشرین رکعۃً ہ ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ لوگوں کو پانچ تروتح یعنی بیس رکعت پڑھائیں۔ بطور نمونہ چند حدیثیں پیش کی گئی ورنہ بیس رکعت تراویح کی احادیث بہت ہیں۔

ملاّ علی قاری شرح نقایہ میں بیس رکعت تراویح کے بارے میں فرماتے ہیں؛

فصار اجماعاً لما روی البیھقی باسنادٍ صحیحٍ کانوا یقیمون علیٰ عھدِ عمر بعشرین رکعۃً وعلیٰ عھدعثمان وعلّیٌ ہ

ترجمہ: بیس رکعت تراویح پر مسلمانوں کا اجماع ہے کیوں کہ بیہقی نے صحیح اسناد سے روایت کی؛ صحابہ کرام اور سارے مسلمان حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت

علی رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے زمانہ میں بیس رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے۔

حضرت علامہ ابن حجر یمنی فرماتے ہیں؛

اجماع الصحابۃ علی انّ التّراویح عشرون رکعۃً ہ

ترجمہ: تمام صحابہ کا اس پر اتفاق ہے کہ تراویح بیس رکعت ہیں۔

ان تمام حوالوں سے معلوم ہوا کہ بیس رکعت تراویح سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے بیس رکعت تراویح پر صحابہ کا اجماع ہے، بیس رکعت تراویح پر عام مسمانوں کا عمل ہے، بیس رکعت تراویح حرمین شریفین میں پڑھی جاتی ہیں، بیس رکعت تراویح عقل کے مطابق ہے، بیس رکعت تراویح قرآنی رکوعات کی تعداد کے مناسب ہیں، بلکہ آج حرمین شریفین میں نجدیوں کی حکومت ہے مگر اب بھی بیس رکعت تراویح پڑھی جاتی ہے جس کا جی چاہے جا کر دیکھ لے نہ معلوم ہمارے یہاں وہابی، غیر مقلد کس کی تقلید کرتے ہیں جو آٹھ رکعت تراویح پڑھتے ہیں۔ آٹھ رکعت تراویح سنت رسول، سنت صحابہ کے خلاف اور سنت مسلمین کے خلاف، سنت علماء مجتہدین کے خلاف، سنت حرمین طیّبین کے خلاف ہے۔

ہاں! ہواء نفس کے مطابق ہے کہ نماز نفس امّارہ پر بوجھ ہے ربّ تعالیٰ نفسِ امّارہ کے پھندوں سے نکالے اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ (آمین)

وتر کے شرعی احکام (وتر واجب ہے)

وتر واجب ہے اور تین رکعتیں ہیں۔

وتر کے لغوی معنی ہیں طاق عدد یعنی جس کے برابر دو حصے نہ ہوسکیں، جیسے تین، پانچ، سات وغیرہ اس کا مقابل ہے شفع یعنی جفت عدد جو برابر حصّوں پر تقسیم ہوجائے اصطلاحِ شریعت میں وتر اس طاق نماز کو کہتے ہیں جو بعد نماز عشاء خواہ تہجد میں یا عشاء کے بعد پڑھی جاتی ہے۔ ہمارا مذہب یہ ہے کہ وتر واجب ہے اس کا چھوڑنے والا سخت گنہگار ہے اس کی قضاء لازم ہے اور وتر کی تین رکعتیں ہیں لیکن غیر مقلد وہابی کہتے ہیں کہ وتر واجب نہیں۔ سنت غیر مؤکدہ یعنی نفل ہے اور وتر ایک رکعت ہے۔ مذہب حنفی حق ہے اور وہابیوں کا قول باطل محض ہم کو یہاں اصل بحث تو وتر کی تین رکعتوں پر کرنا ہے اس سے پہلے ضمنی طور پر وتر کے وجوب پر چند حدیثیں پیش کرتا ہوں۔

حدیث (۱ تا ۳): ابوداؤد شریف، نسائی شریف، ابن ماجہ شریف نے حضرت ایوب سے روایت کی: **قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الوتر حقٌ علیٰ کل مسلم ہ**

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر وتر لازم ہے۔

حدیث (۴): بزار نے حضرت عبداللہ بن عبّاس سے روایت کی؛

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الوتر واجبٌ علیٰ کل مسلمٍ

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر وتر واجب ہے۔

حدیث (۵ تا ۶): ابوداؤد اور حاکم نے حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا: **قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الوتر حقٌ فمن لم یوتر فلیس منّا ہ**

ترجمہ: میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ وتر لازم (ضروری) ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔

حدیث (۷): ترمذی شریف نے زید ابن اسلم سے روایت کی؛

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من نام عن وتر ہ فلیصل اذا اصبح ہ ترجمہ: جو وتر چھوڑ کر سو جائے وہ صبح کے وقت اس کی قضا پڑھ لے۔

ان احادیث سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ وتر نفل نہیں بلکہ واجب ہے۔ دوسری یہ کہ وتر کی قضا واجب ہے اور ظاہر ہے کہ قضا صرف فرض اور واجب کی ہوتی ہے اور نفل کی قضا نہیں۔ وجوب پر ہم نے اختصاراً سات حدیثیں پیش کی۔

وتر تین رکعت ہیں

حدیث (۱ تا ۴): نسائی شریف، طحاوی، طبرانی نے ضعیف میں حاکم نے مستدرک میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، حاکم نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور مسلم و بخاری کی شرط یہ ہے؛

قالت کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یوتر بثلٰث ٍ لا یُسلّم اِلاّ فی اخرھنّ ہ ترجمہ: فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر پڑھتے تھے پھر سلام پھیرتے تھے مگر آخر میں۔

حدیث (۵تا۶): دارالقطنی اور بیہقی نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی؛ **قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم وتر اللیل ثلث لوتر النهار صلوٰۃالمغرب ہ** ترجمہ: فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ رات کے وتر تین رکعتیں ہیں جیسے دن کے وتر نماز مغرب۔

حدیث (۷): طحاوی شریف نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی؛ **ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یوتر بثلث رکعاتٍ**

ترجمہ: بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے تھے تین رکعتیں۔

حدیث (۸): نسائی شریف نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی؛ ایک شب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ رات کو بیدار ہوئے اور وضوفرمایا، مسواک کی اور یہ آیت کریمہ تلاوت فرماتے تھے؛

ان فی خلق السمٰوٰت الخ پھر دو رکعتیں نماز نفل پڑھیں۔

ثم عاد فنام حتّٰی سمعت نفخهٗ ثم قام فتوضا و استاک وصلی رکعتینِ ثم قام فتوضأ و استاک وصلی رکعتین والوتر بثلثٍ ہ

ترجمہ: پھر آپ دوبارہ سو گئے یہاں تک کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خرّاٹے سنے پھر اٹھے اور وضو کیا مسواک کی دو رکعتیں پڑھیں پھر اٹھے اور وضو مع

مسواک کیا اور دو رکعتیں پڑھیں اور تین رکعتیں وتر پڑھیں۔

حدیث (۹): ابن ابی شیبہ نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی؛ **قال اجمع المسلمون علیٰ انّ الوتر ثلث لا یسلم الاّ فی آخرهن**

ترجمہ: اس پر سارے مسلمان متفق ہیں کہ وتر تین رکعتیں ہیں نہ سلام پھیرے مگر آخر میں۔

حدیث (۱۰): طحاوی شریف نے حضرت ابوخالد سے روایت کی؛

قال سألت ابا العالیة عن الوتر فقال علمنا اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الوتر مثل صلوٰۃ المغرب هٰذا وتر اللیل وهٰذا وتر النهار ہ

ترجمہ: میں نے ابوالعالیہ سے وتر کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا ہم سب صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو یہی مانتے ہیں کہ وتر نماز مغرب کی طرح ہیں یہ رات کی وتر ہے اور مغرب دن کی وتر۔

یہ دس حدیثیں یہاں پیش کی گئیں ہیں ورنہ وتر کی تین رکعتوں پر بہت سی حدیثیں موجود ہیں اگر تفصیل ملاحظہ کرنا ہو تو طحاوی شریف، بخاری شریف کا مطالعہ کرلیں۔ ان احادیث سے یہ پتہ چلا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل تین رکعتیں وتر پر تھا۔ تمام صحابہ کا یہی عمل اور تین رکعتوں پر سارے مسلمان متفق رہے۔ حنفی کہتے ہیں کہ تینوں رکعتیں ایک سلام سے پڑھیں، مگر نفسِ امّارہ پر چونکہ نماز گراں ہے اس لئے

ہوائے نفس والوں نے صرف ایک رکعت وتر پڑھ کر سورہنے کی عادت ڈالی۔ ناظرین نے ان مذکورہ احادیث میں دیکھ لیا۔ مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ وتر تین رکعتیں ہیں، اللہ وہابی غیر مقلدوں کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

کانوں تک ہاتھ اٹھانے میں شرعی احکام

نماز میں تکبیر تحریمہ کے وقت مردوں کو کانوں تک ہاتھ اٹھانا سنت ہے مگر وہابی، غیر مقلد عورتوں کی طرح کندھوں سے انگوٹھے چھوکر ہاتھ باندھ لیتے ہیں اب ہم چند حدیث پاک پیش کرتے ہیں، رب تعالیٰ اپنے محبوب کے صدقے میں قبول فرمائے؛

حدیث (۱ تا ۳): بخاری، مسلم، طحاوی نے مالک ابن حویرث سے روایت کی؛

کان النبی صلی الله علیه وسلم اذا کبّر رفع یدیه حتیٰ اذ نیه وفی لفظٍ حتیٰ یحاذی فروع اذنیه ٥ ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب تکبیر فرماتے تو اپنے ہاتھ مبارک کانوں تک اٹھاتے دیگر الفاظ یہ ہیں کانوں کے لوتک اٹھاتے۔

حدیث (۴): ابوداؤد شریف میں حضرت براٗبن عازب سے روایت ہے؛

رایت رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا افتتح الصلوٰة رفع یدیه اِلٰی قریبٍ من اذنیه ثم لا یعود ترجمہ: میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب نماز شروع فرماتے تو اپنے ہاتھ مبارک کانوں کے قریب تک اٹھاتے پھر رفع یدین نہ فرماتے۔

حدیث (۵): مسلم نے حضرت وائل ابن حجر سے روایت کی؛

انه رایٔ النبی صلی الله علیه وسلم رفع یدیه حیتین دحل فی الصلوٰة کبّر قال احد الرّ واة حیال اذنیه ثم اِلتَحَفَ بِثَو بِهٖ ٥ ترجمہ: انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب حضور نماز میں داخل ہوتے تو اپنے ہاتھ اٹھاتے، ایک راوی نے فرمایا کہ اپنے کانوں کے مقابل پھر کپڑے میں اپنا ہاتھ چھپا لئے۔

حدیث (۶ تا ۸): بخاری، ابوداؤد، نسائی نے حضرت ابوقلابہ سے روایت کی؛

انّ مالک ابن حویرثٍ رایٔ النبی صلی الله علیه وسلم یرفع یدیه اذا کبّر واذا رفع راسه من الرکوع حتیٰ یبلغ فروع اذنیه ٥

ترجمہ: مالک ابن حویرث نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ہاتھ شریف اٹھاتے تھے جب تکبیر تحریمہ فرماتے اور رکوع سے سر شریف اٹھاتے یہاں تک کہ ہاتھ کانوں کی لَو کو پہنچ جاتے۔

حدیث (۹ تا ۱۱): حاکم نے مستدرک میں دارقطنی اور بیہقی نے نہایت صحیح اسناد سے جو شرط مسلم و بخاری ہے حضرت انس سے روایت کی؛

رائت رسول الله صلی الله علیه وسلم کبّر فحاذی بابهامیهِ اذنیه

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے تکبیر کہی اور اپنے انگوٹھے اپنے کانوں کے مقابل کر دیئے۔

حدیث (۱۲ تا ۱۴): عبدالرزاق اور طحاوی نے حضرت براٗ بن وعازب سے روایت کی؛

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کبّر لافتتاح الصلوٰۃ رفع یدیہ حتیٰ یکون ابھامہ قریباً من شحمۃِ اذنیہ ہ

ترجمہ: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع فرمانے کے لئے تکبیر فرماتے یہاں تک ہاتھ اٹھاتے کہ یہاں تک کے آپ کے انگوٹھے آپ کے لَو کے قریب ہو جاتے۔

حدیث: ابوداؤد نے حضرت وائل ابن حجر سے روایت کی؛

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدیہ حتیٰ کانت بجبال منکبیہِ وحاذی بابھامیہِ اذنیہ ۃ

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ ہاتھ شریف تو کندھوں کے اور انگوٹھے کانوں کے مقابل ہو گئے۔

کانوں تک ہاتھ اٹھانے کی اور بہت سی احادیث پیش کی جا سکتی ہے مگر صرف پندرہ حدیثوں پر کفایت کرتا ہوں اگر زیادہ مطلوب ہو تو کتب احادیث خصوصاً صحیح بخاری شریف کا مطالعہ کریں کہ اس جیسی کتاب حنفی مذہب کے تائید میں احادیث کی جامع آج تک نہ دیکھی گئی۔

ایک مجلس میں تین طلاق کا شرعی احکام

بہتر یہ ہے کہ اگر عورت کو طلاق دینا ہو تو صرف ایک طلاق طہر میں دے اور اگر تین طلاقیں ہی دینا ہو تو ہر طہر میں ایک طلاق دے لیکن اگر کوئی بحالت حیض طلاق دے دے یا تینوں طلاقیں ایک دم دے دے تو اگرچہ اس نے برا کیا مگر واقع ہو جائیں گی ایک ساتھ تین طلاق دینے کی تین صورتیں ہیں۔

(۱) اگر شوہر اپنی اس بیوی کو جس سے صرف نکاح ہوا ہو اور خلوت نہ ہوئی ہو ایک دم تین طلاقیں اس طرح دے کہ تجھے طلاق ہے طلاق ہے طلاق ہے، اس صورت میں صرف پہلی ایک طلاق واقع ہوگی اور اخیر دو واقع نہ ہوں گی کیونکہ پہلی طلاق بولتے ہی وہ عورت نکاح سے خارج ہوگئی اور اس پر عدّت بھی واجب نہ ہوئی اور طلاق کے لئے نکاح یا عدّت چاہیئے ہاں اگر اس سے یوں کہے کہ تجھے تین طلاقیں ہیں تو تینوں پڑ جائیں گی کیونکہ اس عورت پر تینوں طلاقیں نکاح کی موجودگی میں پڑھی۔ (عامہ کتب)

(۲) اگر شوہر اپنی اس بیوی کو جس سے خلوت ہو چکی ہے اس طرح طلاق دے کہ تجھے طلاق ہے، طلاق، طلاق اور اخیر کی دونوں طلاقوں سے پہلی طلاق کی تاکید کی نیت کرے نہ علیحدہ طلاقوں کی تب بھی دیانۃً طلاق ایک ہی ہوگی (قاضی اس کی یہ بات نہ مانے گا) کیونکہ اس شخص نے ایک طلاق کی دو تاکیدیں کی ہیں۔ جیسے: پانی پی لو، پانی، پانی۔ کھانا کھالو، کھانا، کھانا۔ میں کل گیا تھا، کل، کل۔ ان سب صورتوں میں پچھلے دولفظوں سے پہلے لفظ کی تاکید ہے۔

(۳) اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو جس سے خلوت ہو چکی ہے بیک وقت تین طلاقیں دے خواہ یوں کہے کہ تجھے تین طلاقیں ہیں یا یہ کہے کہ تجھے طلاق ہے طلاق ہے طلاق ہے۔ بہرحال طلاقیں تین ہی واقع ہوں گی اور یہ عورت اب بغیر حلالہ اس مرد کو حلال نہ ہوگی۔ اس پر امام ابوحنیفہ، شافعی، مالک و احمد اور سلفاً خلفاً جمہور علماء کا اتفاق ہے اور بعض ظاہر میں مولوی اس آخری صورت میں اختلاف کرتے ہیں چنانچہ تفسیر صاوی میں پارہ دوم زیرآیت؛

فانّ طلقھا فلا تحلُّ لہٗ الایہ ھے والمعنیٰ فان ثبت طلاقھا ثلثاً فی مرّۃٍ او البتّہ وھٰذا ھو المجمعُ علیہ ہ

ترجمہ: یعنی علماء کا اس پر اتفاق ہے جو تین طلاقیں الگ الگ دے یا ایک دم، عورت ہر حال حرام ہو جائے گی۔

نیز نووی شرح مسلم جلد اوّل باب الطلاق الثلث میں ہے؛ **وقد اختلف العلماء فی من قال لامرأتہ انت طالق ثلثاً فقال الشافعی و مٰلکٌ وابو حنیفۃ واحمد و جماھیر العماء من السلف والخلف یقع الثلث وقال طائوس وبعض اھل الظاھر لایقع بذلک الّا واحدۃٌ ہ**

ترجمہ: یعنی جو کوئی اپنی بیوی سے کہے کہ تجھے تین طلاقیں ہیں تو چاروں امام اور سلف خلف کے عام علماء فرماتے ہیں کہ تین ہی واقع ہوگئی ہاں بعض اہل ظاہر نے کہا ہے کہ ایک ہی واقع ہوگی بلکہ حجاج ابن ارطات اور ابن مقاتل اور محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ اس سے ایک طلاق بھی نہ پڑے گی۔

دیکھو نووی یہی مقام چونکہ موجود زمانہ کے غیر مقلد ہر جگہ آرام نفس ڈھونڈتے ہیں جس چیز میں نفسِ امّارہ کو راحت ملے خواہ وہ باطل سے باطل اور ضعیف سے ضعیف قول ہو وہی انکا دین و ایمان ہے اس لئے انہوں نے ابن تیمیہ کی اتباع کرتے ہوئے یہ عقیدہ رکھا ہے کہ ایک دم تین طلاقوں سے ایک ہی واقع ہوگی یہ سوائے ابن تیمیہ حنبلی کے اور کسی نے بھی نہیں کیا اور ابن تیمیہ کی خود اس کے مذہب کے اماموں نے تردید کی ہے علماء کرام تو فرماتے ہیں؛ ابن تیمیہ خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے والا ہے اور اس مسئلہ کی نفیس نسبت امام اشہب مالکی کی طرف سراسر غلط ہے بہرحال پتہ یہ لگا کہ موجود غیر مقلد محض نفسانی آسانی کے لئے یہ باطل عقیدہ لئے بیٹھے ہیں اب اس کے ثبوت کے لئے ہم چند حوالہ پیش کرتے ہیں۔

(ا) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے؛ **الطّلاق مرّتانِ فامساکٌ بمعروفٍ او تسریحٌ باحسانٍ ہ** پھر اللہ ارشاد فرماتا ہے؛ **فان طلقھا فلا تحل لہٗ الایۃ** اس آیت سے معلوم ہوا کہ دو طلاقوں تک رجوع کا حق ہے۔ تین میں نہیں اور مرتان کے اطلاق سے معلوم ہوا کہ الگ الگ طلاقیں دینا شرط نہیں جس کے بغیر طلاقیں واقع ہی نہ ہوں۔ خواہ ایک دم دے یا الگ الگ حکم یہی ہوگا۔ چنانچہ تفسیر صاوی میں اس آیت کے تحت ہے؛

فان طلقھا الیٰ طلقۃٍ ثالثۃٍ سواءٌ وقع الاثنتان فی مرّ ۃٍ او مرتین والمعنیٰ فان ثبت طلاقھا ثلٰثاً فی مرّۃٍ او مرّاتٍ فلا تحلُّ ہ

یعنی اس آیت کا مقصد یہ ہے اگر تین طلاقیں دیں تو واقع ہوجائیں گی خواہ ایکدم دے یا الگ الگ۔عورت حلال نہ رہے گی آگے فرماتے ہیں؛

كما اذا قال لها انت طالقٌ ثلثاً او البتة و هٰذا هو المجمع عليه ہ

اگر کوئی شخص یوں کہہ دے کہ تجھے تین طلاقیں ہیں تو تین ہی واقع ہوجائیں گی اس پر جناب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اتفاق ہے اسی طرح اور تفاسیر میں ہے؛

(۲) اللہ پاک ارشادفرماتا ہے؛ **ومن يتعدّ حدود الله فقد ظلم نفسهٗ لا تدری لعل الله يحدث بعد ذلک امراً ہ**

یعنی جو کوئی اللہ کی حدیں توڑے کہ ایک دم تین طلاقیں دیدے تو وہ اپنی جان پر ظلم کرتا ہے کیونکہ کبھی انسان طلاق دے کر شرمندہ ہوتا ہے اور رجوع کرنا چاہتا ہے اگر تین طلاقیں ایک دم دے دے گا تو رجوع نہ کر سکے گا۔مگر اس آیت میں یہ نہ فرمایا کہ ایک دم تین طلاقیں دینے والے کی واقع نہ ہوگی بلکہ یہ فرمایا گیا کہ ایسا آدمی ظالم ہے اگر اس سے ایک ہی طلاق واقع ہوتی تو ظالم کیسے ہوتا؟ امام نووی شرح مسلم باب الطلاق الثلث میں ہے؛

واحتج الجهور بقوله تعالیٰ ومن يتعد حدود الله فقد ظلم نفسهٗ الخ قالوا معناهٗ انّ المطلق قد يحدث لهٗ ندم فلا يمكنهٗ تدارکهٗ لوقوع البينونة فلو کانت الثلث لم تقع طلاقة فهٰذا اِلاّ رجعياً فلا يندم ہ

وہی ہے جو ہم نے بیان کیا اوپر میں۔

(۳) بیہقی اور طبرانی میں سوید ابن عفلتہ سے روایت ہے کہ؛

حضرت امام حسن ابن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیوی عائشہ خشعمیہ کو ایک دم تین طلاقیں دے دیں بعد میں خبر ملی کہ وہ امام حسن کے فراق میں بہت روتی ہیں تو آپ بھی رو پڑے اور فرمانے لگے کہ اگر میں نے اپنے والد سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے نہ سنا ہوتا جو کوئی اپنی بیوی کو الگ الگ یا ایک دم تین طلاقیں دے دے تو وہ عورت بغیر حلالہ اسے جائز نہیں تو میں ضرور رجوع کر لیتا۔حدیث کے آخیر میں الفاظ یہ ہیں؛ **لو لا انّی سمعت جدّی وحدّثنی ابی انهٗ سمع جدّی يقول ايّما رجلٍ طلّق امراتهٗ ثلثاً عند الاقراء او ثلثاً مبهمةً لم تحل لهٗ حتّی تنکح زوجاً غيرهٗ** (سنن کبریٰ للبیہقی جلد نمبر ۷ صفحہ ۳۳۶)

(۴) بیہقی میں ہے؛ **عن جعفر ابن محمدٍ عن ابيه عن عليٍّ رضی الله تعالیٰ عنه قال لا تحل لهٗ حتّیٰ تنکح زوجاً غيرهٗ**

(السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۷ صفحہ ۳۳۵)

یعنی امام جعفر صادق اپنے جدِّ امجد حضرت علی سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو کوئی اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے تو بیوی بغیر حلالہ کے حلال نہیں اور اس حدیث کی تائید بیہقی نے کی ہے جو اس مقام پر ابی یعلےٰ سے مروی ہے کہ؛

عن علی رضی الله تعالیٰ عنه فيمن طلّق امراتهٗ ثلثاً قبل ان يدخل بها قال لا تحل لهٗ حتّیٰ تنکح زوجاً غيرهٗ ہ

(۵) اسی بیہقی میں عبدالحمید ابن رافع سے روایت ہے کہ کسی نے سیدنا عبدا للہ ابن عباس سے پوچھا کہ میں نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دی ہیں فرمایا تین لے لو اور ستّانوے چھوڑ دو عبارت یہ ہے؛ **انّ رجلاً قال لابن عبّاس طلقت امرأتی مِأة قال تاخذ ثلثاً ودع سبعاً وتسعین ہ** (جلد نمبر ۷ صفحہ ۳۳۷)

(۶) بیہقی میں بروایت سعید ابن جبیر ہے کہ سیدنا عبداللہ ابن عبّاس اس شخص سے فرمایا کہ جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی تھیں کہ تجھ پر تیری بیوی حرام ہو گئی۔عبارت یہ ہے؛

عن ابن عبّاس انّہٗ قال لرجل طلّق امرأتہٗ ثلثاً حرّمت علیک ہ

(۷) بیہقی بروایت عمرو ابن دینار ہے کسی شخص نے حضرت عبداللہ ابن عبّاس سے پوچھا جو کوئی اپنی بیوی کو ستاروں کے برابر طلاقیں دے تو اس کا کیا حکم ہے؟ اس سے کہہ دو کہ تجھے برج اور جوزہ کا سر ہی کافی ہے خیال رہے کہ برج جوزہ کے سر پر تین ہی ستارے ہوتے ہیں۔عبارت یہ ہے؛**عن عمرو ابن دینار انّ ابن عباس سئل عن رجلٍ طلّق امرأتہٗ عدد النجوم فقال انما یکفیک رأس الجوزاء** (سنن کبریٰ بیہقی جلد ۷ صفحہ ۳۳۷)

(۸) مؤطا امام مالک وشافعی وابوداؤد و بیہقی میں بروایت معاویہ ابن ابی عباس ہے کہ کسی نے حضرت ابو ہریرہ اور عبداللہ ابن عباس سے پوچھا جو کوئی اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدے اس کا کیا حکم ہے؟ تو حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا کہ ایک طلاق اسے جدا کر دے گی اور تین حرام کہ بغیر حلالہ نکاح درست نہ ہوگا حضرت عبداللہ ابن عباس نے اس کی تائید فرمائی۔

عبارت یہ ہے؛ **عن محمد ابن ایاس انّ ابن عباس وابا ھریرہ و عبد اللہ ابن عمرو و ابن العاص سئلوا عن البِکر وطلّقھا زوجھا ثلثاً قال لا تحل لہٗ حتی تنکح زوجاً عنیرہ وروی مالک عن یحیٰ ابن سعید عن بکیر ابن اشج عن معاویۃ ابن ابی عیاش انہٗ شھد ھٰذہٖ القصّۃ**

(ابوداؤد باب نسخ المراجعۃ بعد التطلق الثلث صفحہ ۲۹۹)

(۹) اسی بیہقی نے مسلمہ ابن جعفر احمد سے روایت کی کہ امام جعفر ابن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ کیا آپ یہ فرماتے ہیں جو کوئی ایک دم تین طلاقیں دے دے تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی؟ فرمایا معاذ اللہ ہم نے یہ کبھی نہ کہا اس کی طلاقیں تین ہی ہوں گی۔ (تفسیر روح المعانی، پارہ دوم)

(۱۰) مسلم شریف کتاب الطلاق باب الطلاق الثلث صفحہ ۴۷۸ میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں یہ قانون بنایا گیا کہ ایک دم تین طلاقیں تین ہی ہوگی۔

فقال عمر ابن الخطاب انّ النّاس قد اِستعجلوا فی امرٍ کانت لھم فیہ اناۃ فلو قضیناہُ علیھم فامضاہُ علیھم اس حدیث کی شرح نووی میں ہے کہ صحابہ کرام کا اس پر اجماع اس پر ہے کہ تین طلاقیں تین ہی ہوگی اور ظاہر ہے کہ صحابہ کرام بھی غلط پر اجماع نہیں کر سکتے۔فعل حرام ہونے سے قانون بدل جاتا ہے ایک دم تین طلاقیں دینا بیشک سخت منع ہے۔

لیکن جب شوہر تین طلاقیں منہ سے بول رہا ہے تو واقع کیوں نہ ہوں دیکھو چوری کی چھری سے جانور ذبح کرنا حرام ہے لیکن اگر کوئی ذبح کرے تو ذبیحہ بیشک حلال ہے۔ بحالتِ حیض طلاق دینا حرام ہے اگر کوئی دے دے تو واقع ہو جائے گی۔

قاعدہ: اسقاط میں مسبب سبب سے وابستہ ہوتا ہے کہ سبب کے ہوتے ہی مسبب کا ہونا ضروری ہے۔ ہدایہ جلد سوم کتاب الوکالت میں ہے؛

لا انّ الحکم فیھا لا یقبل الفصل عن السبب لا نّہُ اسقاطٌ فیتلاشی ہ

اسقاط میں حکم اپنے سبب سے علیحدہ نہیں ہوسکتا، بولنا سبب ہے اور طلاق واقع ہونا اس کا حکم ہے اور طلاق زوج کی ملکیت کا محض ساقط کرنا ہے، ناممکن ہے کہ سبب پایا جائے اور حکم نہ پایا جائے بولے تین اور پڑے ایک۔ جمہور علماء خصوصاً چاروں امام ابوحنیفہ وشافعی و مالک واحمد رحمۃ اللہ علیہم کا یہی مذہب ہے کہ ایک دم تین طلاقیں دینے سے تین ہی واقع ہوں گی۔

اس کی مخالفت امتِ مسلمہ کی مخالفت ہے جو گمراہی ہے غرض یہ ہے کہ یہ مسئلہ قرآن وحدیث واجماع صحابہ واقوالِ علماء محدثین ومفسرین دلائل عقلیہ سب سے ثابت ہے اس کی مخالفت عقل ونقل کی مخالفت ہے۔ اللہ تعالیٰ اندھے غیر مقلدوں کو سمجھنے کی توفیق دے۔

احادیثِ شریفہ

اہل سنت کے بارے میں احادیث بہت ہیں، چند ان میں سے بطور نمونہ پیش کی جاتی ہیں۔

حدیث (۱): ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ؛

اتّبعوا السّواد الاعظم فانّہٗ من شذّ شذ فی النار ترجمہ: بڑے گروہ کی پیروی کرو جو مسلمان کی جماعت سے الگ رہا وہ دوزخ میں علیحدہ جائے گا۔

معلوم ہوا کہ ہر مومن کو مسلمانوں کی بڑی جماعت کے ساتھ رہنا چاہئے اور وہ اہل سنت و جماعت ہے جو مسلک اعلیٰ حضرت کے نام سے جانا و پہچانا جا رہا ہے۔ جماعت سے علیحدگی دوزخ میں جانے کا راستہ ہے عامۃ المسلمین مقلد ہیں غیر مقلد وہابی اپنا انجام سوچ لیں۔

حدیث (۲تا۴): مسلم، ترمذی، احمد نے حضرت حارث اشعری سے روایت کی؛

من خرج من الجماعة قید شبرٍ فقد خلع رئقة الاسلام من عنقه

ترجمہ: جو شخص بالشت برابر جماعت سے نکل گیا اس نے اسلام کا پٹہ اپنی گردن سے اتار دیا۔ (مشکوٰۃ کتاب الامارہ)

حدیث (۵): بخاری، مسلم نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کی؛

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الانسان لیا رز الیٰ المدینة كما تارز الحية الیٰ محرها (مشکوٰۃ باب الاعتصام)

ترجمہ: فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایمان مدینہ منوّرہ کی طرف ایسا سمٹ

آئیگا جیسے سانپ اپنے سوراخ کی طرف۔

معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ ہمیشہ سے اسلام کا مرکز ہے اور رہے گا۔ وہاں انشاء اللہ کبھی شرک نہ ہوگا۔ الحمد للہ کہ سارے حجاج خصوصاً مکّہ معظّمہ و مدینہ منورہ میں سارے مسلمان مقلد تھے اور ابھی بھی مقلد ہیں۔ نذیر حسین دہلوی، شریف حسین کے زمانہ میں حرمین شریفین گئے غیر مقلدیت کی وجہ سے گرفتار کرلئے گئے وہاں تقیہ کر کے مقلد بن کر جان چھڑائی پھر ہندوستان آکر غیر مقلد بن گئے نذیر حسین غیر مقلدوں کے سرگروہ گذرے ہیں اگرچہ اب وہاں نجدیوں کی حکومت ہے مگر نجدی بھی اپنے کو غیر مقلد کہتے ہوئے ڈرتے ہیں اپنے کو حنبلی کہتے ہیں اگر تقلید شرک ہوتی تو حرمین طیبین اس سے پاک وصاف رہتے۔

حدیث(٦): امام احمد نے حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی؛

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انّ الشيطان ذئب الانسان كذئب الغنم يا خذ الشاذة والقاصية والناجية وايّاكم والشّعاب وعليكم بالجماعة والعامة (مشکوٰۃ باب الاعتصام)

ترجمہ: فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شیطان انسان کا بھیڑیا ہے، جیسے: بھیڑیا ریوڑ سے علیحدہ رہنے والی یا کنارہ والی یا بچھڑ جانے والی کا شکار کرتا ہے ایسے ہی شیطان جماعت المسلمین سے الگ رہنے والے کا شکار کرتا ہے تم گھاٹیوں سے بچو جماعت اور عامۃ المسلمین کے ساتھ رہو۔

حدیث(٧): **لا تجمع امتى على الضلالة ويدّ الله على الجماعة فانّ من شذّ شذ فى النّار** (مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ: میری امت گمراہی پر کبھی متفق نہ ہوگی، جماعت پر اللہ کی رحمت ہے جو جماعت سے الگ رہا وہ دوزخ میں الگ جائے گا۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان کے نجات کی صرف یہ صورت ہے کہ اپنے عقائد عامۃ المسلمین سے رکھے جو جماعت مسلمین سے الگ رہا شیطان کے شکار میں آگیا۔ عام جماعت مسلمین مقلد ہیں لہٰذا غیر مقلد رہنا جماعت مسلمین سے علیحدگی ہے۔

عمل مسلمین: ہمیشہ سے ہر طبقہ کے مسلمان مقلد ہوئے، محدثین، مفسرین، فقہاء، اولیاء اللہ ان میں سے کوئی غیر مقلد وہابی نہیں۔ چنانچہ امام قسطلانی اور تاج الدین سبکی نے صراحۃً امام نووی سے اشارۃً فرمایا کہ امام بخاری، شافعی ہیں ترمذی، ابوداؤد، نسائی، دارقطنی وغیرہ تمام محدثین شافعی ہیں۔ امام طحاوی، امام زیلعی، عینی، شارح بخاری طیبی علی القاری، عبد الحق محدث دہلوی تمام محدثین حنفی ہیں۔ تفسیر کبیر، تفسیر خازن، تفسیر بیضاوی، تفسیر جلالین، تنویر المقیاس والے سارے مفسرین شافعی ہیں۔ تفسیر مدارک، تفسیر صاوی کے سارے مفسرین حنفی اور اولیاء اللہ سارے مقلد ہیں اور عام اولیاء اللہ حنفی ہیں۔ غیر مقلد وہابی سوچیں کہ ان میں کتنے محدث کتنے مفسر کتنے فقہاء کتنے اولیاء ہیں ان کی جڑ کسی زمین پر قائم ہے اور وہ کسی درخت کے شاخ یا کسی شاخ کے پھل ہیں۔

حدیث اور سنت میں فرق

غیر مقلدوں کا اصلی نام وہابی ہے لقب نجدی کیونکہ ان کا مورث اعلیٰ محمد ابن عبد الوہاب نجدی ہے جو نجد کا رہنے والا تھا۔ اگر انہیں مورثِ اعلیٰ کی طرف نسبت کیا جائے تو وہابی کہا جاتا ہے اور اگر جائے پیدائش کی طرف نسبت دی جائے تو نجدی۔ جیسے: مرزا غلام احمد قادیانی کی امت کو مرزائی بھی کہتے ہیں اور قادیانی بھی۔ پہلی نسبت مورثِ اعلیٰ کی طرف ہے دوسری نسبت جائے پیدائش کی طرف۔ تمام اسلامی فرقوں میں زیادہ خطرناک وہابی فرقہ ہے جس کی پیشین گوئی خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی کہ نجد کے متعلق ارشاد فرمایا تھا؛

ھنالک الزّلازل والفتن ویخرج منھا قرنُ الشیطان ہ

ترجمہ: نجد میں زلزلے اور فتنے ہوں گے وہاں سے ایک شیطانی فرقہ نکلے گا۔

غرض یہ کہ اس فرقے کا جننے والا محمد ابن عبد الوہاب نجدی ہے اور اس کا ہندوستان میں پرورش کرنے والا اسماعیل دہلوی ہے یہ فرقہ عام مسلمانوں کو مشرک اور صرف اپنی جماعت کو موحد کہتا ہے مقلدوں کا جانی دشمن اور ائمہ اربعہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی شان اقدس میں ایسے تبرّے کرتے ہیں، جیسے: شیعہ صحابہ کرام کی شان میں۔ مگر اپنے عیب چھپانے کیلئے اپنے کو اہل حدیث یا عامل الحدیث کہتے ہیں یہ لوگ پہلے اپنے آپ کو فخریہ طور پر وہابی کہتے تھے مگر اب وہابی نام سے چڑھتے ہیں ان کے عقائد و اعمال نہایت ہی گندے اور مسلمانوں کے نام پر بدنما داغ ہیں۔

اب ہم یہاں پر اہل حدیث نام پر مختصر سا تبصرہ کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو جائے ان کا نام بھی جھوٹا ہے۔ مسلمانوں سے امید انصاف ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے امید قبول ہے۔ خیال رہے کہ دنیا میں کوئی اہل حدیث یا عامل الحدیث ہو سکتا ہی نہیں۔ کسی کا اہل حدیث یا عامل الحدیث ہونا ایسا ہی ناممکن ہے جیسے دو نقیضیں یا دو ضدیں جمع ہونا غیر ممکن کیونکہ حدیث کے لغوی معنیٰ ہے بات، گفتگو یا کلام۔ ربّ ارشاد فرماتا ہے؛

(۱) فبایّ حدیثٍ بعدہٗ یومنون ترجمہ: قرآن کے بعد کونسی بات پر ایمان لائیں گے۔ **(۲) اللہ نزّل احسن الحدیث** ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے سب سے اچھا کلام نازل فرمایا۔

(۳) ومن النّاس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ

ترجمہ: بعض لوگ وہ ہیں جو کھیل کی باتیں و ناول قصّے خریدتے ہیں تاکہ اللہ کی راہ سے بہکائیں۔ اس تیسری آیت میں ناول قصّے کہانیوں کو حدیث فرمایا گیا۔ اصطلاح شریعت میں حدیث اس کلام وعبارت کا نام ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال یا اعمال اسی طرح صحابہ کرام کے اقوال، اعمال بیان کئے جائیں اس عامل بالحدیث فرقے سے سوال ہے کہ تم کون سی حدیث پر عامل ہو لغوی پر یا اصطلاحی پر اگر لغوی حدیث پر عامل ہو تو چاہیئے کہ ہر ناول گو قصّہ خواں اہل حدیث ہو کہ وہ حدیث یعنی باتیں کرتا ہے ہر سچی جھوٹی بات پر عمل کرتا ہے اگر اصطلاحی حدیث پر عامل ہو تو پھر سوال یہ ہوگا کہ ہر حدیث پر عامل ہو یا بعض پر۔

دونوں تو غلط ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی فرمان پر ہر شخص ہی عامل ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سچ نجات دیتا ہے جھوٹ ہلاک کرتا ہے۔ ہر مشرک و کافر اس کا قائل ہے وہ سب اہل حدیث ہو گئے ۔تم حنفی، شافعی، حنبلی، مالکی مسلمانوں کو اہل حدیث کیوں نہیں مانتے یہ تو ہزار حدیثوں پر عمل کرتے ہیں اور اہل حدیث کے معنیٰ ہیں حضور کی ساری حدیثوں پر عمل کرنے والے ۔تو یہ ناممکن ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض حدیثیں منسوخ ہیں بعض ناسخ بعض حدیثوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ خصوصی اعمال شریف بیان ہوئے جو حضور کے لئے مباح یا فرض تھے۔ ہمارے لئے حرام ہیں، جیسے: منبر پر نماز پڑھنا، اونٹ پر طواف فرمانا، حضرت حسین سید الشہداء رضی اللہ عنہ کے لئے سجدہ دراز فرمانا، حضرت امامہ بنت ابی العاص کو کندھے پر لے کر نماز پڑھانا، نو بیویاں نکاح میں رکھنا، بغیر مہر نکاح ہونا، ازواج میں عدل واجب نہ ہونا بلکہ حدیث سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کلمہ یوں پڑھتے تے **لاالٰہ الّاالله وانّی رسول الله** اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔

غیر مقلد اس حدیث پر عمل کر کے کلمہ کا ورد کریں اگر مرزا قادیانی کی طرف تمام دنیا ان کی تواضع لعنت سے نہ کریں تو ہمارا ذمّہ ۔عرضیکہ حدیث پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے اقوال و اعمال بھی ذکر ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کمال ہیں ہمارے لئے کفر۔اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ افعالِ کریمہ جو نسیان اجتہادی خطا سے سرزد ہوئے حدیث میں مذکور ہیں۔عامل بالحدیث صاحبان کو چاہیئے کہ ان پر عمل کریں تاکہ ہر حدیث پر عامل ہوں۔

بہر حال کوئی شخص ہر حدیث پر عمل نہیں کر سکتا جو اس معنیٰ سے اپنے کو اہل حدیث یا عامل الحدیث کہے وہ جھوٹا ہے۔ جب نام میں ہی جھوٹ ہے تو اللہ کے فضل سے کام بھی سارے کھوٹے ہی ہوں گے۔اسی لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا؛

علیکم بسنّتی وسنّة الخلفاء الرّاشدین

ترجمہ: لازم پکڑو میری اور خلفاء راشدین کی سنت کو۔

یہ نہ فرمایا کہ میری حدیث کو لازم پکڑو کیونکہ ہر حدیث لائق عمل نہیں ہر سنت لائق عمل ہے۔حضور کے وہ اعمال طیبہ جو منسوخ بھی نہ ہوئے ہوں حضور سے خاص بھی نہ ہوں۔خطاً نسیاناً بھی سرزد نہ ہوں بلکہ امّت کے لئے لائق عمل ہوں انہیں سنت کہا جاتا ہے۔لہٰذا ہمارا نام اہل سنت بالکل حق و درست ہے کہ ہم بفضلہٖ تعالیٰ حضور کی ہر سنت پر عامل ہیں مگر وہابیوں کا نام اہل حدیث بالکل غلط ہے کہ ہر حدیث پر عمل ناممکن ہے ۔اب حدیثوں کی یہ چھانٹ کہ کوئی حدیث منسوخ ہے کون محکم کون حدیث حضور کی خصائص میں ہے کون سب کی اتباع کے لئے کون فعل اقتداء کے لئے ہے کون نہیں کس فرمان کا کیا منشاء ہے کس حدیث سے کیا مسئلہ صراحۃً ثابت ہے اور کون مسئلہ اشارۃً کون دلالۃً کون اقتضاءً۔ یہ سب کچھ امام مجتہد بتا سکتے ہیں ہم جیسے عوام وہاں تک نہیں پہنچ سکتے جیسے: قرآن پر عمل کرانا حدیث کا کام ہے ایسے ہی حدیث پر عمل کرانا امام مجتہد کا کام ہے یوں سمجھو کہ حدیث شریف ربّ تک پہنچنے کا راستہ ہے اور امام مجتہد اس راستہ کا نور ہے جیسے: بغیر روشنی راہ طے نہیں ہوتی بغیر امام مجتہد حضور کی سنتوں پر عمل ناممکن ہے اسی لئے علماء فرماتے ہیں؛ **القران والحدیث یضلان الّا بالمجتهد**

ترجمہ: بغیر مجتہد قرآن اور حدیث گمراہی کا باعث ہیں۔

ربّ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے؛ **یضل به کثیراً وّیهدی به کثیراً**

ترجمہ: اللہ تعالیٰ قرآن کے ذریعہ بہت کو گمراہ کر دیتا ہے اور بہت کو ہدایت دیتا ہے۔ چکڑالوی اسی لئے گمراہ ہیں وہ قرآن شریف بغیر حدیث کے نور کے سمجھنا چاہتے ہیں براہِ راست ربّ تک پہونچتے ہیں وہابی غیر مقلد اس لئے راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں کہ یہ حدیث کو بغیر علم کے روشنی اور بغیر امام مجتہد کے نور کے سمجھنا چاہتے ہیں مقلدین اہل سنت و جماعت یعنی مسلک اعلیٰ حضرت کا بیڑا پار ہے کہ ان کے پاس کتاب اللہ بھی ہے سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اور سراجِ امت امام مجتہد کا نور بھی۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اہل حدیث بننا ناممکن اور جھوٹ ہے اہل سنت بننا حق و درست ہے اہل سنت وہی ہو سکے گا جو کسی امام کا مقلد ہوگا۔ قیامت میں ربّ تعالیٰ بھی اپنے بندوں کو اماموں کے ساتھ پکارے گا، ربّ ارشاد فرماتا ہے؛

یوم ندعوا کلّ اناسٍ باما مهم

ترجمہ: اس دن ہم ہر شخص کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے خیال رکھو کہ قرآن وسنت کا سمندر ہم مقلد بھی عبور کرتے ہیں اور غیر مقلد وہابی بھی لیکن ہم تقلید کے جہاز کے ذریعہ جس کے ناخدا حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں ان کی ذمہ داری پر یہ سفر کر رہے ہیں، غیر مقلد وہابی خود اپنی ذمہ داری پر اس سمندر میں چھلانگ لگا رہے ہیں۔ ان شاء اللہ مقلدوں کا بیڑا پار ہے اور وہابیوں کا انجام غرقابی ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مناقب وفضائل

خشک مزاج غیر مقلد وہابی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے سخت دشمن ہیں اُن کی جناب میں بہت بکواس کرتے ہیں۔ ان کے مسائل پر مذاق اڑاتے ہیں بعض بدنصیبوں نے حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی تاریخ ولادت سگ اور تاریخ وفات بوکم جہاں پاک لکھی ہے نعوذ باللہ!.... جیسے روافض کے نزدیک صحابہ کبار پر تبرّا بہترین عبادت ہے ایسے ہی ان وہابیوں کے نزدیک حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر تبرّا بہترین مشغلہ، سچ ہے کہ وہابی اور گدھ کے عدد ایک ہیں گِدھ بھی مردار خور ہے وہابی گزرے ہوئے بزرگوں کے تبرّائی، غیبت کو قرآن کریم نے مَرے بھائی کا گوشت کھانا قرار دیا ہے۔ وہابی اور گِدھ عدد میں بھی ایک، مشغلہ میں بھی یکساں۔ خیال رہے کہ وہابی کے عدد چوبیس، چوہے کے عدد بھی چوبیس اور گِدھ کے عدد بھی چوبیس، یہ تینوں ایک ہی جنس کے ہیں۔ وہابی چوہے کی طرح دین کترتے ہیں، گِدھ کی طرح غیبت کر کے مردار کھاتے ہیں۔ مجھے ان کے بکواس سن کر صدمہ ہوا، دل نے چاہا کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے کچھ حالات اور مناقب مسلمانوں کو سناؤں اور بتاؤں کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا اسلام میں کیا درجہ و منزلت ہے شاید ربّ تعالیٰ ان بزرگوں کی مدح خوانی کو میرا ذریعہ نجات بنا دے اور مجھے ان بزرگوں کے غلاموں میں حشر نصیب فرمادے۔ مسلمانوں اپنے امام کے مناقب سنیں اور ایمان تازہ کریں۔

امام اعظم کا نام ونسب: حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا نام شریف نعمان ابن ثابت ابن زوطی ہے۔حضرت زوطی یعنی امام اعظم کے دادا فارسی النسل ہیں ،حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عاشق زار اور آپ کے خاص مقربین بارگاہ میں سے تھے۔ آپ ہی کی محبت سے کوفہ میں قیام اختیار کیا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دارالخلافتہ تھا۔ حضرت زوطی اپنے فرزند حضرت ثابت کو جو بچہ تھے حضرت علی حیدر کرار رضی اللہ عنہ کے پاس دعاء کے لئے لے کر گئے تھے حضرت علی نے ثابت کے لئے دعاء فرمائی اور بہت برکت کی بشارت دی۔حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی کرامت و بشارت ہیں ۔حضرت امام اعظم ابوحنیفہ (۸۰) ھجری میں کوفہ میں پیدا ہوئے اور (۱۵۰) ھجری میں بغداد میں وفات پائی۔خیرزان قبرستان میں دفن ہوئے آپ کی قبر زیارت گاہ خاص وعام ہے (۷۰) سال عمر شریف ہوئی۔

حضرت امام اعظم نے بہت صحابہ کا زمانہ پایا جس میں سے چار صحابہ سے ملاقات کی۔حضرت انس بن مالک جو بصرے میں تھے عبداللہ ابن ابی اولیٰ جو کوفہ میں تھے، سہیل ابن سعد ساعدی جو مدینہ منورہ میں تھے ابوطفیل عامر ابن واصلہ جو مکہ معظمہ میں تھے اس کے متعلق اور بھی روایات ہیں مگر یہ قول راجح ہے امام اعظم حضرت حمّاد کے شاگرد رشید اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے تلمیذ خاص اور مخصوص صحبت یافتہ ہیں۔دو سال تک امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی معیت نصیب ہوئی۔

حضرت امام کو منصور بادشاہ کوفہ سے بغداد لایا پھر آپ سے قاضی القضاۃ کا عہدہ قبول کرنے کی درخواست کی آپ نے انکار کیا اس پر آپ کو قید کر دیا اور قید میں ہی یہ آفتاب علم وعمل غروب ہوگیا۔

امام اعظم کے مناقب: حقیقت یہ ہے کہ حضرت امام اعظم کے فضائل و مناقب ہماری حدود سے باہر ہیں۔حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زندۂ جاوید معجزہ اور حضرت حیدر کرار علی رضی اللہ عنہ کی نہ مٹنے والی کرامت ہے۔امّت مصطفویہ کے چراغ دینی مشکلات کو حل فرمانے والے ہیں۔الحمدللہ! اہل سنت احناف بڑے خوش نصیب ہیں ہمارا رسول رسولِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا پیر غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ ہمارا امام امامِ اعظم عظمت وعزّت ہمارے ہی نصیب میں ہے بفضلہٖ تعالیٰ وکریمہ ہم تبرک کے لئے چند مناقب عرض کرتے ہیں حنفی سنیں اور باغ باغ ہوں۔

(ا) حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرتِ امام اعظم رضی اللہ عنہ کی پیشین گوئی اور فضیلت نہایت اہتمام سے بیان فرمائی۔ چنانچہ مسلم، بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ابونعیم شیرازی، طبرانی نے قیس ابن ثابت ابن عبادہ سے روایت کی؛

حدیث: لو کان الایمان عند الثریاء لتناولهٗ رجلٌ من ابناء فارسٍ وفی روایةً البخاری والمسلم والذی نفسی بیدہٖ لو کان الدّین معلّقاً بالثریاء لتناولهٗ رجلٌ مّن فارسیٍ ہ

ترجمہ: اگر ایمان ثریا تارے کے پاس ہوتا تو فارسی اولاد میں سے بعض لوگ وہاں سے لے آتے، مسلم بخاری کی دوسری روایت میں ہے قسم اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر دین ثریا تارے میں لٹکا ہوتا تو فارسی کا ایک آدمی اسے حاصل کر لیتا۔ بتاؤ فارسی النسل میں اس شان کا امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے سوا کون ہوا؟

(۲) علامہ ابن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام اعظم کے فضائل میں ایک مستقل کتاب لکھی جس کا نام "خیرات الحسان فی ترجمہ ابی حنیفۃ النعمان" ہے اس کتاب میں ایک حدیث نقل فرمائی؛ **ترفع زينة الدنيا سنة خمسين ومائةٍ ٥**

ترجمہ: سنہ ڈیڑھ سو میں دنیا کی زینت اٹھائی جائے گی۔ سنہ ڈیڑھ سو میں حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی وفات شریف ہے معلوم ہوا کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ دنیائے شریعت کی زینت، شریعت کی رونق، علم و عمل کی زیبائش تھے اور امام کردری نے فرمایا کہ اس حدیث سے حضرتِ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ ہے۔

(۳) حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ دنیائے اسلام میں پہلے وہ عالم دین ہیں جنہوں نے فقہ واجتہاد کی بنیاد رکھ کر ساری امّتِ رسول پر احسان عظیم فرمایا۔ باقی تمام ائمہ جیسے امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اسی بنیاد پر عمارت قائم کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام میں جو اچھا و نیک طریقہ ایجاد کرے اسے اپنا بھی ثواب ملے گا اور عمل کرنے والوں کا بھی۔

(۴) حضرت امام اعظم تمام فقہاء و محدثین کے بلا واسطہ یا بالواسطہ استاذ ہیں یہ تمام حضرات امام اعظم کے شاگرد چنانچہ امام شافعی حضرت امام محمد کے سوتیلے بیٹے اور ان کے شاگرد ہیں ایسے ہی امام مالک نے حضرت امام کی تصنیفات سے فیض حاصل کیا نیز امام بخاری محدثین کے استاذ ہیں اور امام بخاری کے بہت سے استاذ و شیخ حنفی ہیں گویا آسمان علم کے سورج امام اعظم ہیں باقی علماء تارے۔

(۵) امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بلا واسطہ شاگرد ایک لاکھ سے زیادہ ہیں جس میں سے اکثر مجتہد ہیں۔ جیسے: امام محمد، امام ابویوسف، امام زفر، امام ابن مبارک جو دنیائے علم کے چمکتے ہوئے تارے ہیں۔ حضرت امام محمد صاحب نے نو سو نوّے دینی شاندار کتابیں تصنیف فرمائی جن میں چھ کتابیں بڑے پائے کی ہیں۔ جنہیں کتب ظاہر الرولیۃ کہا جاتا ہے یہ تمام کتب فقہ کی اصل مانی جاتی ہے۔

(٦) تمام نبیوں کے سردار چار نبی ہیں، آسمانی صحیفوں کی سردار چار کتابیں، فرشتوں کے سرادر چار فرشتے، صحابہ میں افضل و اعلیٰ چار یار، علماء مجتہدین میں افضل چار امام۔ پھر ان چار نبیوں میں حضور افضل، چار کتابوں میں قرآن افضل، چار فرشتوں میں حضرت جبرئیل افضل، چار یار میں ابوبکر صدیق افضل، چار اماموں میں امام اعظم افضل۔ اس لئے امام شافعی نے فرمایا فقہاء کرام ابوحنیفہ کی اولاد ہیں وہ ان سب کے والد۔

(۷) امام اعظم جیسے آسمانِ علم کے سورج ہیں ویسے ہی میدانِ عمل کے شہ سوار، چنانچہ آپ نے چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔ چالیس سال ایسے روزے رکھے کہ کسی کو خبر نہ ہوئی، گھر سے کھانا لائے باہر طلباء کو کھلا دیا، گھر والے سمجھے کہ باہر جا کر کھایا، باہر والے سمجھے کہ گھر میں کھا کر تشریف لائے۔ ہمیشہ ماہِ رمضان میں انسٹھ قرآن شریف ختم کرتے تھے ایک قرآن دن میں ایک قرآن رات میں اور ایک سارے مہینہ میں تراویح میں مقتدیوں کے ساتھ اور پچپن حج کئے۔

(۸) امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مزارِ مقدس پرانور قبول دعاء کے لئے اکسیر اعظم ہے چنانچہ حضرت امام شافعی قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں؛ جب مجھے کوئی حاجت پیش آتی ہے تو میں بغداد شریف امام اعظم کے مزار شریف پر حاضر ہوتا ہوں دو رکعت نفل پڑھ کر امام اعظم کی قبر شریف کے برکت سے دعاء کرتا ہوں بہت ہی جلد حاجت پوری ہوتی ہے امام شافعی جب امام اعظم کی قبر پر حاضر ہوتے تو حنفی نماز پڑھتے تھے کہ قنوتِ نازلہ نہ پڑھتے تھے۔ کسی نے پوچھا اس کی وجہ کیا ہے؟ فرمایا کہ اس قبر والے کا احترام وادب کرتا ہوں۔ (شامی)

خیال رہے کہ اس کا مطلب یہ نہیں کہ امام شافعی بغداد میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مزار کے ادب میں سنت ترک فرما دیتے تھے مطلب یہ ہے کہ کوئی امام یا مقلد یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ میں برحق ہوں دوسرے ائمہ غلطی پر۔ بلکہ اپنے حق ہونے کا ظنّ غالب کرتا ہے یہ بھی کہتا ہے شاید دوسرے امام کا قول حق ہو عقائد میں یقینی ہے اور ائمہ کے اختلافی مسائل میں ہر ایک کو ظنّ غالب ہے تو گویا حضرت امام

شافعی نے یہاں حاضر ہو کر اس پر عمل کیا جسے امام اعظم سنت سمجھتے ہیں اس میں ایک سنت کا ترک دوسرے سنت پر عمل ہے لہٰذا اس پر کوئی اعتراض نہیں۔

(۹) حضرت امام اعظم کا مذہب حنفی عالم میں اتنا شائع ہوا اتنا پھیلا کہ جہاں اسلام ہے وہاں مذہب حنفی ہے اکثر مسلمان حنفی ہیں، حرمین شریفین میں اکثر حنفی، دنیائے اسلام کے بعض خطّے ایسے بھی ہیں جہاں صرف حنفی مذہب ہی ہے دوسرے مذہب کو عوام جانتے بھی نہیں جیسے: بلخ، بخارا، کابل، قندھارا اور تقریباً سارا ہندوستان و پاکستان کہ یہاں شافعی، حنبلی، مالکی دیکھنے میں بھی نہیں آتے۔ کچھ غیر مقلد وہابی جو کہیں کہیں وہ دیکھے جاتے ہیں مگر یہ مٹھی بھر جماعت میں کم ہے اس کا ہونا نہ ہونے کی طرح ہے اس مقبولیت عامہ سے معلوم ہوتا ہے کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ مقبول بارگاہِ الٰہی میں اور مذہب حنفی عنداللہ محبوب ہے۔

(۱۰) حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ اہل بیت نبوت سے خاص فیض و برکات حاصل کئے جو دوسرے ائمہ کو حاصل نہ ہوئے کیونکہ حضرت امام اعظم حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی مجلس پاک میں دو سال حاضر رہے خود فرماتے ہیں؛ **لولا السّنتان لهلک النعمان** ترجمہ: اگر وہ دو سال نہ ملتے تو نعمان یعنی میں ہلاک ہو جاتا۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مظہر اتم ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے اوّل خلیفہ ہیں اور امام اعظم حضور کی امت کے مجتہد اوّل، صدیق اکبر جامع قرآن ہیں اور امام اعظم جامع مسائل

فقہ اور قواعد دینیہ ہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پہلے عدل وانصاف کے قوانین خلافت کی بنیاد رکھی۔امام اعظم رضی اللہ عنہ نے اجتہاد اور فقہ کی بنیاد رکھی، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے امت مصطفوی کی ہروقت مدد و اعانت کی کہ انہیں اختلاف سے بچالیا۔شیرازہ بکھرنے نہ دیا۔امام اعظم رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی اتنی بڑی مدد کی کہ انہیں کفر والحاد زندقہ کی آندھیوں سے بچالیا آج ان کے اجتہاد کی برکت سے امت مسلمہ کفّار ومرتدین کے فتنوں سے محفوظ ہے۔جیسے: حضور غوثِ اعظم تمام اولیاء اللہ کے سردار ہیں کہ سب کی گردن پر حضور غوثِ پاک کا قدم ہے۔آپ طریقت کے امام اوّل ہیں کسی نے کیا خوب کہا.....غوثِ اعظم درمیان اولیاء.....چوں جناب مصطفیٰ درانبیاء۔ایسے ہی امام اعظم علماء کے سردار ہیں کہ تمام علماء شریعت کے زیرسایہ ہیں اسی لئے طریقت کے امام اوّل کا لقب غوثِ اعظم ہوا اور شریعت کے امام اوّل کا لقب امام اعظم۔بغداد شریف مجمع بحرین ہیں کہ دونوں امام وہاں آرام فرما ہیں۔

خدا کا شکر ہے ربّ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ طفیل میں اسے قبول فرمائے۔میرے لئے کفّارہ سیّأت اور صدقہ جاریہ بنائے، مسلمانوں کے لئے اسے نافع بنائے، جو کوئی اس کتاب سے فائدہ اٹھائے وہ مجھ بیکس گنہگار کے لئے حسن خاتمہ اور معافی سیّأت کی دعاء کرے۔اسی لالچ میں میں نے یہ محنت کی ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ ونور عرشہٖ سیّدنا محمدٍ والہٖ وصحبہٖ اجمعین ہ آمین برحمتک یا ارحم الراحمین ہ

سلام

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام	شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام
وہ چکا چاق خنجر سے آئی صدا	مصطفیٰ تیری صولت پہ لاکھوں سلام
ان کے آگے وہ ہمزہ کی جاں بازیاں	شیر غرانِ سطوت پہ لاکھوں سلام
وہ دسوں جن کو جنت کا مژدہ ملا	اس مبارک جماعت پہ لاکھوں سلام
سایۂ مصطفیٰ ﷺ مایۂ اصطفا	عز و ناز خلافت پہ لاکھوں سلام
اصل نسل صفا وجہ وصلِ خدا	بابِ فضلِ ولایت پہ لاکھوں سلام
اور جتنے ہیں شہزادے اس شاہ کے	ان سب اہل مکانت پہ لاکھوں سلام
ان کی بالا شرافت پہ اعلیٰ درود	ان کی والا سیادت پہ لاکھوں سلام
غوث اعظم امام التقیٰ والنقیٰ	جلوۂ شانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
حضرتِ حمزہ شیر خدا و رسول	زینتِ قادریت پہ لاکھوں سلام
بے عذاب و عتاب و حساب و کتاب	تا ابد اہل سنت پہ لاکھوں سلام
نورِ جاں عطر مجموعہ آلِ رسول	میرے آقائے نعمت پہ لاکھوں سلام
ایک میرا ہی رحمت میں دعویٰ نہیں	شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام
کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور	بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام
شب اسریٰ کے دولہا پہ دائم درود	نوشۂ بزم جنت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضاؔ
مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

مناجات

یا الٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو | جب پڑے مشکل شہ مشکل کشا کا ساتھ ہو

یا الٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو | شادیٔ دیدار حسن مصطفٰے کا ساتھ ہو

یا الٰہی گورِ تیرہ کی جب آئے سخت رات | ان کی پیارے منہ کی صبح جان افزا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب پڑے محشر میں شورِ دار گیر | امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے | صاحب کوثر شہِ جود و عطا کا ساتھ ہو

یا الٰہی گرمیٔ محشر سے جب بھڑکیں بدن | دامن محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب یہیں آنکھیں حساب جرم میں | اُن تبسم ریز ہونٹوں کی دعاء کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب چلوں تاریک راہِ پُل صراط | آفتاب ہاشمی نور الہدیٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب سرِ شمشیر پر چلنا پڑے | ربّ سلّم کہنے والے غم زدا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جو دعائیں نیک میں تجھ سے کروں | قدسیوں کے لب سے آمیں ربّنا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب رضا خواب گراں سے سر اٹھائے
دولتِ بیدار عشق مصطفٰے ﷺ کا ساتھ ہو

عوام اہل سنت سے ایک اپیل

جامعہ رضویہ پٹی پرویز آباد، بڑا گاؤں، کوشامبی الہ آباد (یوپی)

JAMIA RAZVIA

Patti Parvezabad, Badagaon, Kaushambi, Allahabad. (U.P.)

برادرانِ اسلام..السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کو یہ جان کر بے انتہا خوشی اور مسرت ہوگی کہ ضلع کوشامبی میں کوئی ایسا ادارہ نہیں تھا جہاں پر مسلک اعلیٰ حضرت کے طرز پر طلباء کی تعلیم وتربیت کا انتظام ہو اسی دینی و اسلامی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے میں نے ایک عظیم ادارہ بنام **جامعہ رضویہ** قائم کیا جس کا تعمیری کام جاری ہے اب تک کچھ دیواریں مکمل ہو چکی ہیں۔ ابھی کچھ دیواریں اور لنٹر پڑنا باقی ہے جس میں تقریباً تین لاکھ پچاس ہزار (350000) روپئے کا خرچ ہے لہٰذا آپ تمام حضرات سے گذارش ہے کہ دین وسنت مسلک اعلیٰ حضرت کی خدمت کے لئے اس ادارہ کا ضرور تعاون فرمائیں تا کہ نئی نسل کو دینی اور اسلامی تعلیم سے آراستہ کیا جا سکے اگر آپ چاہیں تو میٹریل و مواد مثلاً: بالو، گٹی، سریا، سیمنٹ وغیرہ کو خود خرید کر اس پتہ پر بھیج سکتے ہیں۔

محمد توقیر رضا قادری رضوی حبیبی (بانی جامعہ رضویہ)
پتہ: پٹی پرویز آباد، بڑا گاؤں، تحصیل چائل، ضلع کوشامبی (الہ آباد) یوپی الہند
موبائل نمبر: **8853620034**

Google Pay یا **Bank** کے ذریعہ پیسے بھیجنے کا پتہ

UNION BANK OF INDIA

A/c No: **708501010050151**. IFSC code: **UBIN0570851**

Branch: Mooratganj, Kaushambi.

Gmail I'd: **Sufitauqeerqadri@gmail.com**